# مستورات کے مسائل



ادارہ تبلیغ القرآن والسنۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:۔ اگر تم کو معلوم نہ ہو تو اہل علم سے دریافت کر لو۔

(سورۃ الانبیاء)

# مستورات کے مسائل

از قلم

محمد یونس خلیق

شائع کردہ

ادارہ تبلیغ القرآن والسنۃ

۲۔ جمال پارک آوٹ فال روڈ سنت نگر۔ لاہور۔

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۱۵

نام کتاب — مستورات کے مسائل

مصنف — محمد یونس خلیق

طابع — شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید

سرپرست ادارہ

ناشر — شیخ اصغر وحید ناظم ادارہ

اشاعت بار اوّل — مئی ۱۹۹۱ء

اشاعت بار دوم — اگست ۱۹۹۵ء

اشاعت بار سوم — جون ۱۹۹۷ء

تعداد — دو ہزار

قیمت — فی سبیل اللہ

ایسے تبلیغی، اصلاحی اور دینی معلومات پر مشتمل رسائل کی اشاعت کیلئے صاحب استطاعت و صاحبِ دل اپنی توفیق کے مطابق مالی تعاون کر سکتے ہیں جو بصد شکریہ اور دعا کے ساتھ قبول کر لیا جائیگا۔ خود مطالعہ کیجیے اور دوسروں کو مطالعہ کیلئے دیجیے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

شیخ محمد ادریس ناظم تبلیغ۔

# ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قارئین کرام کچھ مسائل دین مردوں اور عورتوں میں مشترک ہیں اور بعض ایسے ہیں جو مستورات کے ساتھ خاص ہیں۔ جن کا جاننا خواتین کے لئے ضروری ہے تاکہ اُن پر عمل پیدا ہو۔ مگر عورتیں نہ تو خود مطالعہ کرتی ہیں اور نہ ہی کسی مستند عالم دین سے دریافت کرنے کی تکلیف گوارا کرتی ہیں۔ بعض باتیں بڑی شرم وحیا کی ہوتی ہیں جن کے دریافت کرنے میں حجاب آتا ہے لیکن جب ایسی باتیں دین اور شریعت سے متعلق ہوں تو اُن کے دریافت کرنے میں شرم نہیں کرنی چاہئے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ شرع میں شرم نہیں۔ اس لئے رسالہ میں شرم اور پردے کے مسائل بھی بیان ہوتے ہیں تاکہ ان

سے واقفیت حاصل ہو جائے کیونکہ بعض مسائل بڑے اہم ہیں جن پر مستورات بوجہ لاعلمی اور ناواقفی کے عمل نہیں کرتیں۔ غور فرمائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ شرم و حیاء کے مالک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث پاک میں آیا ہے کہ آنحضرت پردہ نشین باکرہ عورت سے سخت تر حیاء دار تھے۔ (بخاری، مسلم) انتہائی حیاء کے مالک ہوتے ہوئے عورتوں کو احتلام کا مسئلہ بتاتے ہیں۔ آنحضرت کی بیویوں سے بڑھ کر اور کون عورت حیاء والی ہوسکتی ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک پردے کا شرعی مسئلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتایا اور صحابہؓ کی ازواج جو شرم و حیاء کا پیکر تھیں ایسے مسائل دریافت کر لیتی تھیں پس اگر ایسے مسائل کی پوچھ گچھ میں یہ حیاء کے مجسمے شرم نہیں کرتے تھے تو ہمیں بھی بے جا شرم نہیں کرنی چاہیئے۔

یہ ان کا احسان ہے کہ انہوں نے یہ مسائل بیان کر دیئے ورنہ لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہم عمل کرنے سے قاصر رہتے۔ پس

ایسے مسائل اگر بوجہ شرم و حیا۔ بیان نہ کئے جائیں تو دین میں حرج اور نقصان واقع ہوتا۔ لہٰذا مستورات کو چاہیئے کہ عورتوں کے خصوصی مسائل کا علم حاصل کرنے کے لئے اس کتابچہ کا مطالعہ کریں اور دوسری بہنوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔ اس کا پڑھنا اُن کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

فاضل مُصنف نے بڑی محنت سے معلوماتی رسالہ تصنیف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی یہ خدمت قبول فرمائیں۔ "آمین" یا رب العالمین۔

۔:۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید سرپرست ادارہ

# انتساب

اپنے مرحوم والدین کے نام کہ جن کی کوششوں اور محنتوں نے اپنی اولاد کو مسجد کا قرب دیا اور اسلام کی تعلیمات کی تبلیغ کے قریب تر کر دیا۔ اللہ ان کی قبروں پر لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی بخشش فرمائے۔

"آمین"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

**سوال:۔** بیت الخلاء میں جاتے وقت کونسی دُعا پڑھنی چاہیے؟

**جواب:۔** نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیت الخلاء جاتے وقت یہ دُعا پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

(بخاری شریف)

ترجمہ:۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنوں اور جنیوں سے

**سوال:۔** بیت الخلاء سے باہر آکر کونسی دُعا پڑھیں۔

**جواب:۔** (۱) غُفْرَانَکَ (مشکوٰۃ باب الخلاء فصل دوم)

ترجمہ:۔ اللہ میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔

(۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جائے ضرورت سے تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی

وعا ثانی۔

ترجمہ:۔ حمد کے لائق ہے اللہ جس نے دُور کیا مجھ سے دُکھ اور آرام بخشا مجھے۔

جب بیت الخلاء میں داخل ہوں تو بایاں پاؤں پہلے اندر رکھیں اور جب باہر نکلیں تو اس وقت دایاں پاؤں باہر نکالیں۔

سوال:۔ طہارت کس ہاتھ سے کریں؟

جواب:۔ طہارت اپنے بائیں ہاتھ سے کریں۔ دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

جب کسی وجہ سے بائیں ہاتھ سے طہارت نہ ہو سکتی ہو تو ضرورۃً مجبوراً دائیں ہاتھ سے بھی جائز ہے۔

سوال:۔ اگر کپڑے پر پیشاب کے چھینٹے پڑ جائیں تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب:۔ پیشاب کے چھینٹوں سے جہاں تک ممکن ہو بچا جائے کیونکہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

استنزھوا من البول فان عامۃ

عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ۔

ترجمہ:۔"پاکی حاصل کرو پیشاب سے کیونکہ اکثر قبر کا عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے تو فرمایا ان دونوں (قبر والوں) کو عذاب ہو رہا ہے۔ پھر ایک کے بارے میں فرمایا کہ وُہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ آجکل اکثر مسلمان پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا تو درکنار پیشاب کے بعد ڈھیلا یا طہارت بھی نہیں کرتے۔ ایسی صورت میں عذابِ قبر سے بچنا کیسے ممکن ہوگا؟ اگر کپڑے پر چھینٹے پڑ جائیں تو اس کو دھو کر پاک کرنا چاہیئے۔

سوال:۔ اگر شیر خوار بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو پھر کیا کیا جائے؟

جواب:۔ اگر شیر خوار بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو اچھی طرح پانی کے چھینٹے مارے جائیں ہاں اگر شیر خوار بچی ہو تو اس جگہ کو پانی سے دھویا جائے۔ اگر بچہ یا بچی بڑے ہوں تو دونوں کے پیشاب

والا کپڑا دھونا پڑے گا۔

سوال :- اگر حیض کا خون کپڑوں کو لگ جائے تو کیا کرنا چاہیئے ؟

جواب :- ایک حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور پوچھا کہ اگر کپڑوں کو حیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کپڑے کو اچھی طرح مل کر دھولینا ہی کافی ہے اور پھر اس سے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ (بخاری ۔ مسلم)

اس حدیث سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ حیض والے خون کے کپڑے کو اچھی طرح چٹکیوں سے مل کر دھونے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے چاہے خون کا داغ صاف نہ ہو۔

سوال :- حیض کب آتا ہے اور اس کی مدت کتنی ہے ؟

جواب :- جو خون عورت کو سن بلوغت سے شروع ہوتا ہے اسے حیض کہتے ہیں اور ہر ماہ کے مخصوص دنوں میں آتا ہے جس کی میعاد کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ چھ یا سات دن ہے۔

سوال :- حیض کی حالت میں روزہ اور نماز کا کیا حکم ہے ؟

جواب :- حیض کی حالت میں نماز تو معاف ہے اور اس کی قضا

ادا نہیں کرنا پڑے گی جب کہ روزہ حیض کی حالت میں نہیں رکھ سکتی مگر بعد میں اس کی قضائی دینی پڑے گی۔

حدیث میں ہے کہ جب عورت حیض سے ہو تو (بحکم شرع) نہ روزہ رکھ سکتی ہے اور نہ نماز ادا کر سکتی ہے۔ (بخاری، مسلم)

پس حیض کی حالت میں نماز معاف ہے مگر روزہ کی قضائی ادا کرنا پڑے گی۔

**سوال:۔** اگر روزہ کی حالت میں حیض آجائے تو کیا روزہ پورا کیا جائے گا؟

**جواب:** حیض جس وقت شروع ہوگا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور نماز بھی چھوڑنی پڑے گی۔ چاہے روزہ رکھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو یا روزہ کھولنے میں تھوڑا ہی وقت ہو اسی وقت روزہ کھولنا پڑے گا۔

**سوال:۔** کیا حیض کی حالت میں شوہر کے ساتھ صحبت جائز ہے؟

**جواب:۔** قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ۔

حیض کی حالت میں عورتوں سے کنارہ کشی کرو۔

حیض کی حالت میں صحبت بڑا گناہ ہے۔ اس حالت میں صرف بوس وکنار کی اجازت ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ حیض

کی حالت میں صحبت کرتا ہے تو وہ اللہ سے معافی مانگے اور آئندہ ایسے کام سے بچنے کا عہد کرے اور جب تک عورت غسل نہ کرے صحبت کی اجازت نہیں۔ جو شخص حالت حیض میں اپنی عورت سے صحبت کرے وہ نصف دینار خیرات کرے۔ یہ بندش یا خون زرد ہونے کی صورت میں ہے اگر خون سرخ ہونے کی حالت میں جماع کیا جو ابتدائے حیض میں آتا ہے تو ایک دینار خیرات کرے۔ دینار ۴ ماشے سونے کا ہوتا ہے۔ ۴ ماشے سونا یا ½۲ ماشے سونے کی قیمت جو اس وقت ہو صدقہ کرے

**سوال:۔** استحاضہ کیا ہوتا ہے؟

**جواب:۔** جو خون ایام حیض گزرنے کے بعد آئے وہ استحاضہ ہے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے جس کے پھٹنے سے استحاضہ شروع ہو جاتا ہے جو قابل علاج مرض ہے۔

**سوال:۔** استحاضہ میں نماز روزہ کا کیا حکم ہے جب کہ یہ ہر وقت جاری رہتا ہے۔

**جواب:۔** جب مقدار ایام حیض پورے ہو جائیں تو غسل کرکے

نماز ادا کرنی چاہیئے اس حالت میں نماز اور روزہ یا دوسری عبادات معاف نہیں ہیں۔ جیسے کہ حدیث ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے اور میں پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو ایک رگ (بیماری) ہے۔ یہ حیض کا خون نہیں ہے۔ پس جب تجھ کو حیض آئے اور اس کے دن پورے ہو جائیں تو پس اپنے خون کو دھو یعنی غسل کر اور نماز ادا کر۔ اس سلسلے میں سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے الگ الگ غسل کیا جائے۔ دوسری صورت میں نمازِ فجر کے لئے ایک غسل اور دوسرا غسل ظہر اور عصر کی نماز کے لئے۔ ظہر کی نماز کو دیر سے پڑھے اور عصر کی نماز ذرا جلدی ادا کرے یعنی دونوں نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھ لے۔ یہ جمع صوری ہوگی اور تیسرا غسل مغرب اور عشاء کے لئے مغرب کو دیر سے ادا کرے اور عشاء کو جلدی پڑھ لے۔ یہ بھی جمع صوری ہوگی اگر دن میں تین غسل گراں گزریں تو پھر ہر نماز کے لئے الگ وضو کرتا

ضروری ہے۔

سوال:۔ نفاس کے بارے میں بتائیں کہ اس حالت میں نماز اور روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ جو خون بچے کی پیدائش کے وقت نکلتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ اس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے۔ اگر چالیس دن سے پہلے خون آنا بند ہو جائے تو اسی دن سے نہا دھو کر نماز اور روزہ شروع کر دینا چاہیئے۔ صحبت بھی جائز ہے۔ ہمارے ہاں یہ رواج ہو گیا ہے کہ عورتیں ۴۰ دن بعد ہی غسل کرتی ہیں خواہ خون دس دن یا پندرہ بیس دن بعد بند ہو جائے۔ یہ لاعلمی اور جہالت ہے۔ نفاس کی حالت میں نماز روزہ کا وہی حکم ہے جو حیض کا ہے۔ نفاس کے دوران بھی صحبت کرنا جائز نہیں۔ جس طرح حالت حیض میں بوس و کنار جائز ہے۔ اسی طرح نفاس میں بھی جائز ہے۔ حیض اور نفاس کی حالت میں قرآن مجید کا چھونا اور پڑھنا، طواف کعبہ کرنا اور مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔

سوال:۔ حیض، نفاس اور جنابت کے غسل میں کیا فرق ہے؟

جواب: حیض، نفاس اور جنابت کے غسل کا ایک ہی طریقہ ہے۔

سوال: غسل کا طریقہ بیان فرمائیے۔

جواب: سب سے پہلے اپنی شرم گاہ کو آگے اور پیچھے سے اچھی طرح دھو لے۔ پھر ناف سے گھٹنوں تک جسم کا حصہ اچھی طرح دھو کر دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوئے۔ پھر وضو کرے جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تین ڈبے پانی کے اپنے سر پر اس طرح بہائے کہ تمام بالوں کی جڑیں پانی سے تر ہو جائیں اور سر کے بالوں کو اچھی طرح منتشر کر کے اچھی طرح سر دھونا چاہیئے۔ اس کے بعد تمام جسم پر پانی بہائے اور چوڑیوں اور انگوٹھیوں کو بھی ہلائیں تاکہ جسم کا وہ حصہ بھی تر ہو جائے۔ حیض اور نفاس کے غسل کے بعد کسی خوشبو یا کافور وغیرہ کا پھاہا بنا کر مقام خاص پر رکھ لینا چاہیئے تاکہ بدبو جاتی رہے۔ نماز پڑھنے کے لئے غسل سے پہلے کیا ہوا وضو کافی ہے نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ (ترمذی)

سوال: جو عورتیں اپنے سر کے بالوں کو مضبوط باندھ لیتی ہیں۔ کیا ان کو غسل جنابت کے لئے بالوں کا کھولنا ضروری ہے؟

جواب:- جن عورتوں نے بال گوندھے ہوئے ہوں انہیں غسل جنابت میں یہ اجازت ہے کہ اگر وہ سر کے بال نہ کھولنا چاہیں تو نہ کھولیں تین لپیں پانی سر میں ڈال کر غسل باقی بدن کا پورا کر لیں (مسلم) جو بالوں کو گوندھتی نہ ہوں جیسا کہ آج کل رواج ہے انہیں بالوں کو منتشر کر کے خوب اچھی طرح سر دھونا چاہیئے۔

سوال:- حائضہ کو چھونا اور اس کے ساتھ کھانا جائز ہے؟

جواب:- جب عورت حیض سے ہوتی تو یہودی اس کے ساتھ کھاتے نہ تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حائضہ سے کرو ہر کام سوائے جماع کے (مسلم)

یعنی حائضہ سے کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، ملنا جلنا، اسے چھونا اور بوس وکنار سب جائز ہیں سوائے جماع کے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم کرتے تھے (بحالتِ حیض ازار باندھنے کا) سو میں ازار باندھتی پس آپ مجھے گلے لگاتے تھے اور میں حیض والی ہوتی تھی (بخاری مسلم)

سوال:- کیا لیکوریا موجب غسل ہے؟

جواب:- جن عورتوں کو سفید رطوبت یعنی لیکوریا کی شکایت ہوتی

ہے اس سے بھی غسل لازم نہیں ہوتا۔ حسبِ معمول نماز پڑھ ادا کرنی چاہئیں۔

**سوال:** وجوب غسل جنابت کے لئے انزال شرط ہے یا نہیں؟

**جواب:** حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد کی شرم گاہ عورت کی شرم گاہ میں تجاوز کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ)۔

تو مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ صرف دخول پر ہی مرد اور عورت دونوں جُنبی ہو جاتے ہیں اور ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ انزال شرط نہیں ہے۔

**سوال:** کیا عورت پر غسل ہے جب کہ اس کو احتلام ہو؟

**جواب:** اُمِ سلیمؓ نے رسول اللہ علیہ وسلّم کو کہا اے خدا کے رسُول یقیناً اللہ حق سے نہیں شرماتا کیا عورت پر غسل ہے۔ جب اس کو احتلام ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں لیکن جب پانی دیکھے (یعنی منی کا نشان)، تو مسئلہ یہ ہوا کہ عورت یا مرد نیند سے بیدار ہو کر اگر تری یعنی نشانِ منی دیکھیں تو ان پر غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اگر احتلام کی کیفیّت انہیں یاد ہو لیکن نشان نہ پائیں تو غسل فرض نہیں ہوگا اور نہ شک کرنا چاہیئے۔

سوال:۔ کیا جُنبی عورت کے ساتھ میل جول جائز ہے؟

جواب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا (صحیح بخاری) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن حقیقتاً نجس اور پلید نہیں ہوتا۔ جنابت نجاست حکمی ہے۔ شریعت (قانونِ خُدا) نے برنائے مصلحت ایک حالت میں حکماً اس پر غسل واجب کیا ہے۔ پس جُنبی کیساتھ ملنا جُلنا، اٹھنا، بیٹھنا، اختلاط ارتباط کھانا پینا وغیرہ سب جائز ہے۔

سوال:۔ کئی عورتیں غسل کے وقت پانی میں کچھ مقدار سونے چاندی یا لوہے کی ڈال کر پھر غسل کرتی ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب:۔ میں نے جو طریقۂ غسل آپ کو بتایا ہے وہی طریقۂ اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنایا اور حکم دیا۔ باقی ہیں سونے چاندی لوہے یا کسی دھات کو ڈال کر غسل کرنا جاہلانہ رسمیں اور لاعلمی کی باتیں ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔

سوال:۔ حج کے دوران اگر حیض آجائے تو کیا کیا جائے؟

جواب:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا تو انہوں نے حج کے تمام کام

کئے سوائے خانہ کعبہ کے طواف اور نماز کے (بخاری) اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ طواف کعبہ اور نماز کے سوا تمام ارکان حج حیض کی حالت میں ادا کئے جا سکتے ہیں۔

سوال :۔ کیا عورت بحالت حیض سر پر مہندی یا کالا کولا ہیر کلر یا خضاب یا ہاتھوں پر مہندی لگا سکتی ہے ؟

جواب :۔ ہاتھوں اور سر پر مہندی وغیرہ لگا سکتی ہے۔ نہ لگانے کی کوئی دلیل نہیں۔

باقی رہی بات ہیئر کلر یا خضاب وغیرہ کی تو اس میں علماء کا اختلاف ہے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی سفید بالوں والا مجھ سے ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے تو اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ ویسے بھی یہ فطرت کو تبدیل کرنے کی ناکام کوشش ہوتی ہے۔ جو لوگ ہیئر کلر یا خضاب وغیرہ لگاتے ہیں اس کا رنگ ان کی جلد پر بھی چڑھ جاتا ہے جو کہ بہت عجیب سا لگتا ہے۔ اس لئے ہیئر کلر اور خضاب وغیرہ سے بچنا بہتر ہے۔

سوال :۔ عورت زیر ناف بالوں کی صفائی کے لیے استرہ، سیفٹی وغیرہ استعمال کر سکتی ہے ؟

جواب :۔ زیر ناف بال کی صفائی کے لئے استرہ

سیفٹی، کریم، بال صفا پوڈر یا صابن جو بھی میسر ہو یا جس میں اُسے آسانی ہو استعمال کر سکتی ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ جو عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اُسترہ کے استعمال کرنے والی عورت کا جنازہ بھاری ہو جاتا ہے غلط اور بے ثبوت بات ہے۔

سوال: میاں بیوی کی ہم بستری کی ادائیگی کے لئے دن یا رات کی کوئی شرط ہے؟ یا بلب یا ٹیوب کی روشنی میں صحبت کی جا سکتی ہے؟

جواب:۔ ہم بستری کی ادائیگی کے لئے دن یا رات کی کوئی شرط نہیں ہے جس وقت زوجین چاہیں دن ہو یا رات وظیفہ زوجیت ادا کیا جا سکتا ہے کسی قسم کوئی پابندی نہیں۔ بلب یا ٹیوب کی روشنی میں بھی ہم بستری کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ بلب یا ٹیوب بند کر کے ہم بستری کی جائے۔

سوال:۔ کیا قربت کے وقت زوجین بالکل ننگے ہو سکتے ہیں؟

جواب:۔ قربت کے وقت بالکل ننگے نہ ہوا کریں بلکہ چادر وغیرہ اوڑھے رہا کریں جیسا کہ ابنِ ماجہ کی حدیث سے ثابت ہے۔

(تحفہ۔ بیب النسوان صفحہ ۲۷۳) فقیہ ابو اللیث نے بستان میں لکھا ہے کہ ننگے ہونے سے اولاد بے حیا پیدا ہوتی ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل ننگے ہونے سے منع فرمایا ہے۔

سوال :- جماع کے وقت کیا زوجین آپس میں مصروفِ گفتگو ہوسکتے ہیں؟

جواب :- بعض علماء فرماتے ہیں کہ جماع کے وقت کلام کرنا ایک قسم کی حسنِ عشرت ہے جس کی ترغیب حدیثوں میں وارد ہوئی ہے (تہذیب النسواں صفحہ ۲۷ شاہ جہاں بیگمؒ والیہ بھوپال)

سوال :- کھیتوں اور جنگلوں میں عورتیں رفع حاجت کے لئے ایک دوسرے کے نزدیک بیٹھ جاتی ہیں اور آپس میں گفتگو کرتی رہتی ہیں۔ اس کے لئے کیا حکم ہے

جواب :- ایک دوسرے سے کچھ فاصلہ پر چھپ کر بیٹھنا چاہئیے اور آپس میں گفتگو نہ کرنی چاہئیے۔ حدیثوں میں اس کی بہت وعید آئی ہے

سوال :- کیا کوئی عورت دوسری عورت کے سامنے برہنہ ہو کر نہا سکتی ہے یا کپڑے بدل سکتی ہے؟

جواب :- عورت کو عورت کے سامنے بلا سبب برہنہ نہیں ہونا چاہیئے۔ معاشرہ میں بعض عورتوں میں یہ غلط رواج پڑ گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہو کر نہا لیتی ہیں یا کپڑے تبدیل کر لیتی ہیں۔

سوال :- کیا عورتیں مسواک کر سکتی ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں عورتیں بھی مسواک کریں۔ یہ سنتِ نبویؐ بھی ہے اور اس سے منہ کے اندر کے تمام جراثیم اور بدبو ختم ہو جاتی ہے۔ اسلام نے مسواک کو بہت اہمیت دی ہے۔ ٹوتھ پیسٹ اور برش کا استعمال انتہائی مضر ہے جس سے گلے اور پیٹ کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

سوال: وضو کا مسنون طریقہ بیان فرمائیں۔

جواب:۔ وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھوئیں۔ پھر ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں اور ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑیں اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیہ سے صاف کریں پھر ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں۔ پھر ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں۔

پورے تین چلوؤں سے تین بار کلی کرنا پھر تین چلوؤں سے تین بار ناک میں پانی ڈالنا بھی درست ہے۔ تین بار منہ دونوں کانوں کے درمیان سے اور ماتھے اور ٹھوڑی کے نیچے تک اچھی طرح دھوئیں پھر دایاں ہاتھ کہنی سمیت اور بایاں ہاتھ بھی کہنی سمیت تین تین بار دھونا چاہیئے۔ اگر انگوٹھی، گھڑی یا چوڑیاں پہنی ہوئی ہوں تو ان کو اچھی طرح ہلائیں تاکہ وہ جگہ بھی پانی سے اچھی طرح تر ہو جائے

پھر سر کا مسح کریں۔ دونوں ہاتھ سر کے اگلے حصّے سے شروع کر کے پیچھے گدی تک لے جائیں۔ پھر پیچھے سے اسی جگہ لے آئیں جہاں سے شروع کیا تھا (بخاری۔ مسلم) پھر کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں ڈال کر کانوں کی پیٹھ پر انگوٹھوں کے ساتھ مسح کریں (کانوں کے نیچے سے اوپر تک) کانوں کے مسح کے لئے پانی نیا لیں۔ (بلوغ المرام باب الوضو)

گردن کا مسح پچھلی طرف احادیث میں نہیں آیا۔ اس لئے بدعت ہے۔

سر کا مسح کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو گدی تک لے جاتے تھے اور گدی سر کا پچھلا حصہ ہوتا ہے۔ سر کا مسح صرف ایک بار کرنا چاہیئے۔

پھر اپنا دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں اور بایاں پاؤں بھی ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں۔ (بخاری شریف) اور پاؤں کی انگلیوں کا اچھی طرح خلال کریں تاکہ انگلیوں کے درمیان کی جگہ پانی سے تر ہو جائے۔ (مشکوٰۃ)

وضو کے درمیان کسی قسم کا ورد یا کوئی سورت نہیں پڑھنی چاہیئے حدیث میں ہے کہ کامل اور سنوار کر مسنون وضو کرنے سے آدمی پورے طور پر گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے (رواہ مالک ونسائی) وضو

کے بعد:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ٥

(صحیح مسلم)

ترجمہ: "میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسولؐ اس کا ہے۔" اور پھر:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (ترمذی)

ترجمہ:۔ اے اللہ کر مجھے توبہ کرنے والوں سے اور کر مجھے باطن کی طہارت کرنے والوں سے"۔ پڑھنا چاہیئے۔

**نوٹ**

۱:۔ وضو کے اعضاء کا دو دو بار اور ایک ایک بار دھونا بھی آیا ہے۔ اعضاء کا تین بار دھونا افضل ہے۔ اس سے وضو کامل ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل کثرت سے اسی پر رہا ہے۔ دو دو بار یا ایک ایک بار دھونا جواز کے لئے ہے۔

۲:۔ جو شخص تین تین بار دھونے پر زیادہ کرے اس نے برا کیا

(کیونکہ ترکِ سُنّت کیا) اور تعدی کی (کیونکہ سُنّت کی حد سے تجاوز کیا) اور ظلم کیا (اپنی جان پر رسول خُدا کی مخالفت کر کے۔

(رواہ نسائی وابن ماجہ)

۳:۔ لیٹ کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا شرعاً ٹوٹنے کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ بیٹھے بیٹھے سو جانے اور اونگھنے سے (بغیر تکیہ لگائے) وضو نہیں ٹوٹتا (بلوغ المرام) اگر دیوار وغیرہ سے تکیہ لگا کر یا کروٹ وغیرہ پر سو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۴:۔ غشی اور بے ہوشی خواہ کسی نشّی چیز سے ہو۔ نیند سے ہو یا مرض سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ ہوش آنے پر وضو کر کے نماز پڑھنی ہوگی۔

۵:۔ پاخانہ اور پیشاب سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ استحاضہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہوا خارج کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال:۔ تیمم کب کیا جاتا ہے؟

جواب:۔ جب پانی نہ ملے یا پانی کے مقام تک پہنچنے پر نماز کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو یا وضو سے مرض کی زیادتی کا خوف ہو یا پانی حاصل کرنے میں یا استعمال کرنے میں جان کا ڈر ہو یا زیادتی مرض کا خطرہ ہو تو ایسی صورتوں میں تیمم ہو سکتا ہے خواہ یہ موانع برسوں قائم رہیں تیمم بھی بدستور رہے گا۔ جن وجوہات سے وضو ٹوٹ جاتا

ہے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ محتلم، حائض اور نفاس والی عورتیں بھی بوقتِ ضرورت تیمم وغیرہ کر کے نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اس لئے کہ تیمم عذر کی حالت میں وضو اور غسل دونوں کے قائم مقام ہے۔

سوال :۔ تیمم کس چیز سے کیا جاتا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب :۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مارنے چاہئیں پھر پھونک مار کر منہ پر ملے اور پھر دونوں ہاتھوں پر بس تیمم ہو گیا۔ تیمم پاک مٹی سے کرنا چاہیئے۔ کپڑے، پتھر لکڑی۔ لوہے اور کوئلے پر تیمم جائز نہیں۔ اگر کپڑے یا پتھر وغیرہ پر مٹی ہو تو اس مٹی سے تیمم ہو سکتا ہے۔ ایک تیمم سے وضو کی طرح کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ تیمم کرنے والا پورا پورا متوضی کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

سوال :۔ جرابیں اونی ہوں یا سوتی ان پر مسح کیا جا سکتا ہے؟

جواب :۔ جرابیں اونی ہو یا سوتی اُن پر مسح کرنا جائز ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں اور جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے (طبرانی) یاد رہے جس چیز سے ملفوف ہوں۔ اس پر مسح کیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ چمڑے کے موزے

ہوں یا کپڑے وغیرہ کی جرابیں۔

سوال :۔ مسح کا طریق کیا ہے ؟

جواب :۔ پانچوں انگلیاں دائیں اور بائیں ہاتھ کی ترکرکے پاؤں کے پنجوں سے شروع کرکے ٹخنوں کے اوپر تک کھینچ لے جائیں

سوال : مقیم اور مسافر کے لئے مسح کرنے کی مدت بیان فرمائیں ؟

جواب :۔ مقیم عورت کے لئے مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات تک ہے۔ یعنی ایک دن اور ایک رات وضو میں بغیر پاؤں دھوئے مسح سے ہی نمازیں پڑھ سکتی ہیں

اور مسافر تین دن اور تین راتوں تک اپنی نمازوں کے وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے مسح کر سکتی ہیں۔

سوال :۔ مدت مسح کی ابتداء کب سے شروع ہوتی ہے ؟

جواب :۔ مسح کی ابتداء اس وقت شروع ہوتی ہے۔ جب وضو لوٹے مثلاً ایک عورت نے ظہر کے وقت وضو کیا اور وضو میں پاؤں دھو کر موزے یا جرابیں پہن لیں۔ دوسرے دن اسی نماز کے وقت پھر موزے یا جرابیں اتار کر مسح کرے گی۔

سوال :۔ نواقض مسح کیا ہیں ؟

جواب :۔ جن چیزوں سے وضو لوٹ جاتا ہے۔ مسح بھی اُن سے لوٹ جاتا ہے یعنی وضو کے نواقص ہی مسح کے نواقص ہیں۔

جنبی ہونا مسح کی مدت کو ختم کر دیتا ہے۔ غسلِ جنابت کے لئے موزے جرابیں اتارنی چاہئیں۔ بول، براز اور نیند کے بعد موزے نہیں اتارنے چاہئیں اور مدت معین تک مسح کر سکتی ہیں

سوال :۔ اذان کا جواب کس طرح دیا جائے اور اس کی کیا فضیلت ہے؟

جواب :۔ اذان کو سننا چاہیئے اور اذان کا جواب دینا چاہیئے جس طرح مؤذن کہے سننے والی اسی طرح آہستہ کہتی جائے۔ مگر جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے پس کہے سننے والی لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللهِ ۔ اور جب مؤذن حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو اس کے جواب میں بھی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللهِ کہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

صدق دل سے اذان کا جواب دینے والی بہشت میں جائے گی۔ جب اذان کی آواز آئے تو سب کو خاموش ہو جانا چاہیئے اور اذان کا جواب دینا چاہیئے۔ محدث۔ جنبی عورتیں حائض اور مستحاضہ بھی جواب دیں۔

سوال:۔ جب اذان ختم ہو جائے تو کیا پڑھنا چاہیئے؟

جواب:۔ جب مؤذن اذان ختم کرے تو عورتوں کو چاہیئے کہ وہ ایک بار درود شریف ابراہیمی پڑھے اور دعا اَللّٰھُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْبَعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ۔ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان ختم ہونے پر پڑھے یہ دعا تو واجب ہو جاتی ہے اس کے لئے قیامت کے دن شفاعت میری (رواہ البخاری)

سوال:۔ کیا عورت اذان کہہ سکتی ہے؟

جواب:۔ عورت اذان نہ کہے کیونکہ اس کی آواز ستر ہے۔
(تعلیم الصلوٰۃ محدث دہلوی)

سوال:۔ نمازوں کی رکعتوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب:۔ نمازِ فجر:۔ پہلے دو سنتیں پھر دو فرض (نمازِ فجر کی چار رکعتیں ہوئیں)

نمازِ ظہر:۔ پہلے چار سنتیں پھر چار فرض پھر دو سنتیں نمازِ ظہر دس رکعت ہوئیں۔

نمازِ عصر :- چار فرض۔

نمازِ مغرب :- تین فرض پھر دو سنتیں (نماز مغرب پانچ رکعت ہوتی ہیں)

نمازِ عشاء :- چار فرض اور دو سنتیں ایک یا تین وتر (نماز عشاء سات یا نو رکعت ہوئی۔

نفل خوشی کی عبادت ہے جتنے نفل پڑھنا چاہیں پڑھ سکتی ہیں۔

سوال :- اگر نماز سے پہلے نیّت باندھنا ضروری ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے۔

جواب :- جی ہاں نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کی نیّت کرنا ضروری ہے جب نیّت ہی نہیں ہوگی تو نماز کیسے ہوگی۔

نیّت کا تعلق دل سے ہے زبان سے نہیں۔ دل کے ارادے کو ہی نیّت کہتے ہیں۔ زبان سے الفاظ دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ زبان سے الفاظ دہرانا تو اقرار کہلاتا ہے۔ جو عورتیں اللہ اکبر سے پہلے نیّت کے الفاظ زبان سے کہتی ہیں ان کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ وہ بدعت ہے نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

غور کریں کہ ساری نماز تو عربی زبان میں اور نیّت پنجابی یا دوسری زبان میں نیّت کا صحیح طریقہ یہ ہے۔ جب نماز ادا کرنے لگیں تو دل میں یہ ارادہ کریں کہ مجھے فرض ادا کرنے ہیں یا سنتیں یا نفل، دو رکعت پڑھنی ہیں یا چار

**سوال:۔** نماز پڑھنے کا طریقہ تحریر کریں؟

**جواب:۔** بعد نیّت نماز کے لئے اس طرح کھڑی ہوں کہ پاؤں اور کندھوں کا فاصلہ برابر ہو۔ نظر پاؤں کی جگہ رہے تو بہتر اگر پاؤں سے ہٹ جائے تو سجدہ کی جگہ سے آگے نہیں بڑھنی چاہیئے اور اپنے دل کو پورا خدا کی طرف متوجہ کرے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیّت باندھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھ کر ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ کر کے کانوں تک یا کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھائے پھر بایاں ہاتھ نیچے اور دائیاں ہاتھ اوپر سینہ پر باندھے (نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھیں۔ بخاری)۔ پھر آہستہ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ الخ یا سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ پڑھیں۔ اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھے پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر الحمد شریف پڑھیں۔ سورہ فاتحہ کے خاتمہ پر

آمین کہنا سنت ہے۔ امام کے پیچھے ہو یا خود امام ہو تو جہری نمازوں میں آمین اونچی آواز سے اور آہستہ نمازوں میں آہستہ کہے۔ اس کے بعد جونسی سورت یاد ہو پڑھے۔ اگر ہمیشہ قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ الآیۃ پر ہی اکتفا کرے تو بھی کوئی حرج نہیں بلکہ دو رکعتوں بار زیادہ میں اسی سورۃ کو مکرر پڑھنا بھی جائز ہے (مشکوٰۃ) اس کے بعد اللہ اکبر کہتی ہوئی ہاتھ اٹھائے جیسے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھائے تھے اور رکوع میں چلی جائے۔ کمر کو اچھی طرح جھکائے رکوع میں سر بہت نیچا نہ کرے نہ اونچا کرے بلکہ کمر کے برابر سیدھا رکھے۔ دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر اچھی طرح جگہ دے۔ انگلیوں کو کشادہ رکھے اور کہنیوں کو پہلوؤں سے دور کر کے اس طرح تن کر رکھے کہ گویا پیٹھ کمان ہے اور ہاتھ تندی، رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کم از کم تین مرتبہ یا زیادہ نو مرتبہ پڑھے۔ پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر سر اٹھائے اور بدستور سابق رفع الیدین کرے (دونوں ہاتھ اٹھائے) اور سیدھی کھڑی ہو جائے اور یہ دعا پڑھے:-

رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ

پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کو جائے۔ سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھنے چاہئیں، پھر ہاتھ اور پیشانی زمین پر رکھنی چاہیے اور ناک بھی۔ (بخاری) سجدے میں دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر رکھے۔ سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر رکھیں اور پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف مڑے ہوئے ہوں اور پاؤں بھی دونوں کھڑے رکھیں۔ سجدے میں سینہ، پیٹ اور رانیں زمین سے اونچی رکھیں پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھیں اور دونوں ران بھی ایک دوسری سے الگ الگ رکھیں۔ سجدے میں کہنیوں کو نہ تو زمین پر ٹکائیں نہ جسم سے ملائیں بلکہ زمین سے اونچی جسم سے الگ کشادہ رکھیں۔ (بخاری شریف)

اور سرین یعنی چوتڑ پاؤں سے اٹھے ہوئے ہوں۔

بہت عورتیں سجدہ میں بازو بچھا لیتی ہیں اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھتی ہیں اور دونوں قدموں کو بھی زمین پر کھڑا نہیں کرتیں۔ یہ طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور سنت پاک کے خلاف ہے۔



۲:۔ بعض علماء کے نزدیک اس میں اختیار ہے کہ سجدہ کو جاتے

ہوئے ہاتھ پہلے ٹکائے یا گھٹنے مگر راجح یہی ہے کہ پہلے ہاتھ زمین پر ٹکائے۔ (زمین پر پہلے گھٹنے ٹکانا بھی احادیث میں آیا ہے)

سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ یا ۹ مرتبہ کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائے اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر یا گھٹنوں پر رکھے۔ بایاں پاؤں بچھا کر اس کے اوپر بیٹھ جائے اور دایاں پاؤں انگلیوں کے بل کھڑا کرکے انگلیوں کو قبلہ رُخ موڑے اور بیٹھ کر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاٰفِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی بدستور سابق دوسرا سجدہ کرے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ یا نو مرتبہ سجدہ میں پڑھے۔ پھر دوسرے سجدہ سے اللہ اکبر کہتی ہوئی سر اٹھا کر بیٹھ جائے۔ اس بیٹھنے کی کیفیت وہی ہے جو دونوں سجدوں کی ہے اس بیٹھنے کا نام جلسہ استراحت ہے۔ اس کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑی ہو۔ دونوں پاؤں کے اگلے حصوں کے بل زمین پر ہاتھ رکھ کر زمین پر ایڑیاں لگائے بغیر کھڑے ہونا چاہیے۔ ہاں بوڑھی اور کمزور کو زمین پر ہاتھ ٹیکنے کی اجازت ہے اور اگر مجبوراً کمزوری کی وجہ سے ایڑیاں بھی زمین پر لگانی

پڑیں یا تو گھٹنے کھڑے کر کے چوتڑ ایڑیوں کے ساتھ نہ لگائے۔
کھڑے ہونے کے بعد بدستور سابق پہلی رکعت کی طرح دوسری
رکعت پڑھے اور دُعا:
اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ بِیْ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ
نہیں پڑھنی چاہیئے صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
پڑھ کر الحمد شروع کرے۔ جب دوسری رکعت کے دوسرے
سجدہ سے سر اٹھائے تو اسی طریق پر بیٹھے جس کا ذکر بین السجدتین
میں ہو چکا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ دائیں کہنی ران سے
دُور رہے اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں گھٹنے یا دائیں
ران پر کھول کر نہ رکھے بلکہ دو انگلیاں خنصر و بنصر (چھچی اور
اس کے ساتھ کی انگلی) بند کر لے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے
کا حلقہ بنائے اور سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ کی انگلی) کھلی رہنے
دے۔ جب تسلی سے بیٹھ جائے تو تشہد (التحیات للہ) پڑھے اور
تشہد کو پڑھتے ہوئے جب اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (لا الہٰ اللہ)
کے لفظ پر پہنچے تو سبابہ انگلی اٹھائے۔ اس سے توحید کی طرف
اشارہ ہے۔ اشارہ کرتے وقت اس کو ہلاتی رہے۔ اگر نہ ہلائے
تو بھی جائز ہے اور اپنی نظر انگلی کی طرف رکھے اور اِلَّا اللّٰهُ

ختم کر کے گرا دیں۔ یہ قعدہ اولی ہو گیا۔

پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑی ہو تو اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھے رفع الیدین کرے (دونوں ہاتھ اُٹھاتے) اس رکعت کے شروع میں بھی دوسری رکعت کی طرح اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ نہ پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر الحمد شروع کرے۔ تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر جلسہ استراحت کر کے چوتھی رکعت کے لئے کھڑی ہو۔ جیسے دوسری رکعت کے لئے اٹھنے کے وقت کیا تھا۔ پھر چوتھی رکعت پڑھے۔ اس میں اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ نہ پڑھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر الحمد شروع کرے جب چوتھی رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہو تو قعدہ اولی کی طرح بیٹھے مگر دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر مقعد (سرین) پہ بیٹھ جائے تو یہ جائز ہے اور اگر بایاں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور دایاں پاؤں قعدہ اولی کی طرح کھڑا رکھے تو زیادہ بہتر ہے مگر دونوں صورتوں میں مقعد پہ بیٹھنا چاہیئے۔

اس قعدہ میں پہلے تشہد (التحیات للہ) پھر درود شریف اور دعا پڑھ کر پہلے دائیں طرف منہ پھیر کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کہے۔ پھر بائیں طرف منہ پھیر کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے۔

۱:۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اگر چاہیں تو کوئی سورت ملا کر بھی پڑھ سکتی ہیں جیسے پہلی رکعت یا دوسری رکعت کو پڑھا تھا (قرۃ عینی)

۲:۔ اگر کوئی فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت نہ ملائے خواہ پہلی دو رکعتوں میں خواہ پچھلی دو رکعتوں میں تو بھی نماز ہو جائے گی مگر پہلی دو رکعت میں ملانے کو پچھلیوں کی نسبت کسی قدر اہمیت ہے اس لئے کوشش کرے کہ ترک نہ ہو۔

۳:۔ اگر فاتحہ نہ پڑھے تو نماز نہیں ہوگی خواہ امام ہو یا مقتدیہ ہو یا اکیلی ہو نماز خواہ سری ہو یا جہری مقتدیہ جہری نمازوں میں فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھے۔ ہاں چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں آخری رکعتوں میں سورت ملانی چاہے تو ملا سکتی ہے مگر فاتحہ ہر صورت میں ضروری ہے۔

۴:۔ دو رکعت والی نماز جس میں ایک ہی قعدہ ہوتا ہے اس میں تشہد، درود شریف اور دعا قعدہ ثانیہ کی طرح پڑھے

۵:۔ سلام پھیرنے کے بعد اللہ اکبر ایک مرتبہ پھر اَستَغفِرُ اللہ تین مرتبہ پڑھے

۶ :- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ (بخاری شریف)

پڑھو نماز (اے میری اُمت) جس طرح دیکھتے ہو تم کہ میں نماز پڑھتا ہوں یعنی ہو بہو میرے طریقے کے مطابق عورتیں اور مرد نماز پڑھیں۔

۷ :- اُم المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مردوں کی طرح نماز پڑھا کرتی تھیں۔ (تعلیم الصلوٰۃ)

**سوال :-** تعداد رکعت کے شک پر سجدہ سہو ہوگا یا نہیں ؟

**جواب :** جس کو نماز میں شک پڑے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو وہ اس کو ایک رکعت یقین کرے۔ اگر شک ہو دو پڑھی یا تین تو دو رکعت پر یقین کرے۔ اگر شک ہو کہ تین پڑھی یا چار تو تین پر یقین کرے اور پھر قعدہ آخری میں سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے سہو کے کرے۔ (مسند احمد)

**سوال :-** چار کی جگہ پانچ رکعت پڑھ لے تو کیا کرے ؟

**جواب :-** ایسی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے بعد دو سجدے کئے۔ (بخاری و مسلم)

**سوال:۔** التحیات بیٹھنے کی بجائے کھڑا ہونے پر سجدہ سہو کرے یا نہ؟

**جواب:۔** جو عورت شک کے باعث قعدہ اولیٰ میں بیٹھنے کی بجائے سیدھی کھڑی ہو جائے تو وہ قبل سلام دو سجدے کرے اور اگر پوری کھڑی نہ ہو تو قعدہ میں بیٹھ جائے تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی)

سجدہ سہو سلام سے پہلے یا بعد کا ذکر تو احادیث میں ملاحظہ فرما چکیں لیکن صرف ایک ہی طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنا سنّت سے ثابت نہیں۔ (صلوٰۃ الرسولؐ)

**سوال:۔** جو چار رکعت کی جگہ تین پڑھ کر سلام پھیر دے تو معلوم ہونے پر کیا کرے؟

**جواب:۔** جب معلوم ہو جائے کہ میں نے تین رکعت پڑھی ہیں تو وہ خواہ اُٹھ کر کسی اور جگہ چلی جائے یا باتیں بھی کرے تو پھر بھی ایک رکعت ہی جو رہ گئی تھی پڑھ کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔ اس کو ساری نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اور سلام پھیر کر باتیں وغیرہ کرنے کے بعد اور یاد آنے پر سجدہ سہو کرنا چاہے تو سلام

کے بعد کرے اور پھر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو۔

سجدہ سہو تو بالعموم سلام سے پہلے ہی کرنا چاہیئے لیکن اگر نماز سے فارغ ہو کر باتیں کر چکیں پھر نقصان نماز یاد آنے پر جب سجدہ سہو کرنے لگیں تو دو سجدے کریں پھر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوں۔

**سوال:۔** سجدہ سہو کا طریقہ کیا ہے؟

**جواب:۔** قعدہ آخری میں تشہد درود اور دعا پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائیں۔ پھر اٹھ کر جلسے میں بیٹھ کر دوسرا سجدہ کریں اور پھر اٹھ کر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوں۔

**سوال:۔** آپ یہ بتائیں کہ عورتیں مسجد میں انتظام نہ ہونے کی صورت میں گھر پہ یا کسی اور جگہ نماز باجماعت ادا کر سکتی ہیں یا نہیں؟

**جواب:۔** عورتیں گھر میں نماز باجماعت ادا کر سکتی ہیں جیسا کہ ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ اپنے محلے والیوں کی امامت کرائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی عورتوں کی

امامت کرا تیں مگر امامت کرانے والی عورت کو مرد کی طرح صف سے آگے بڑھ کر امامت نہیں کرانی چاہیئے بلکہ پہلی صف کے درمیان میں کھڑی ہو کر امامت کرائے۔

سوال :- کیا عورتیں تراویح ،نمازِ جمعہ وغیرہ پڑھنے کے لیے مسجد جاسکتیں ہیں ؟

جواب :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں مسجد کی طرف جانے کی اجازت مانگیں (تراویح۔ نماز جمعہ وغیرہ پڑھنے کے لئے) پس ہرگز منع کرو اس کو۔ (بخاری مسلم)

جس مسجد میں کوئی عالم خالص قرآن اور حدیث بیان کرتا ہو تو ان حالات میں مستورات کو مسجد میں جانے کی اجازت دینی چاہیئے۔ ورنہ ان کے گھر نماز کے لئے بہتر ہیں۔ (ابو داؤد)

سوال :- اگر کوئی جمعہ کے خطبہ کے دوران آئے تو کیا کرے ؟

جواب :- تو دو رکعت مختصر قرأت کے ساتھ پڑھ کر بیٹھیں ۔ دوران خطبہ کسی قسم کی بات کرنی جائز نہیں خاموشی سے خطبہ سننا چاہیئے۔ کیونکہ خطبہ جمعۃ المبارک دو رکعتوں کے قائم مقام ہے

سوال:۔ جمعہ کے بعد کتنی سنّتیں ہیں؟

جواب:۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم گھر جا کر دو سنّتیں پڑھتے تھے۔ (بخاری، مسلم) جمعہ کے بعد چار سنتیں پڑھنے کو بھی فرمایا۔ پس چاہے کوئی دو پڑھے چاہے چار۔

سنتوں اور نفلوں کا گھر پڑھنا افضل ہے اور مسجد میں جائز۔

سوال:۔ جس کو جمعہ کی ایک رکعت ملے وُہ کیا کرے؟

جواب:۔ وہ دوسری ساتھ ملالے۔ اس کا جمعہ ہو جائے گا اور جس کو ایک رکعت بھی نہ ملے وہ ظہر کی نماز پڑھ لے۔

سوال:۔ نمازِ قصر کتنی مسافت پر اور کتنے دن پڑھنی جائز ہے

جواب:۔ نماز قصر کے لئے کم از کم نو کوس یا (نو میل) ہے۔ نو کوس جانا ہو خواہ پیادہ یا سواری (ریل وغیرہ) پر تو اپنے گاؤں یا شہر کی حدود سے نکلتے ہی دوگانہ شروع کر دے۔ اگر سفر میں کسی جگہ تین دن یا تین دن سے کم قیام کی نیّت ہو تو دوگانہ پڑھے اگر تردد ہو پھر خواہ کتنے دن لگ جائیں دوگانہ پڑھ سکتی ہیں۔ (تعلیم الصلوٰۃ)

بعض آئمہ نے تین دن قیام میں قصر جائز لکھّی ہے۔

فجر اور مغرب میں قصر نہیں ہے۔ سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعت کو دو دو رکعت پڑھنا قصر ہے۔ دوران سفر ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنا بھی جائز ہے۔ (بخاری) سفر میں سنتیں، نفل سب معاف ہیں مگر سفر میں وتر سنت ہیں۔ (صلواۃ الرسول) محدث روپڑی نے لکھا ہے کہ مغرب اور فجر کی سنتوں کے سوا باقی سنتیں معاف ہیں۔ (تعلیم الصلوٰۃ)

سوال :۔ کیا عورتیں عیدین کی نماز مردوں کے ساتھ عیدگاہ میں پڑھیں یا مسجد اور گھر میں ہی ادا کریں؟

جواب :۔ عیدین کی نماز گھر پر ادا نہیں کی جا سکتی۔ بارش ہو رہی ہو تو مسجد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ ورنہ عیدگاہ میں پڑھنی چاہیے۔ عورتوں کے بارے میں حدیث ہے کہ حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم عورتوں کو گھروں سے نکالیں حتیٰ کہ حیض والیوں اور پردے والیوں کو بھی دونوں عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) میں تاکہ حاضر ہوں مسلمانوں کی جماعت میں اور دعا میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الگ رہیں جو حیض سے ہیں نماز والیوں سے (یعنی نماز ادا نہ کریں) لیکن دعا اور تکبیروں میں شامل ہوں تاکہ اللہ کی رحمت اور بخشش میں حصہ پائیں۔ ایک عورت نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو (پردہ کرنے کے لئے) تو وہ کیا کرے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کسی چادر والی کے ساتھ ہولے تاکہ وُہ اپنی چادر اس کو بھی اوڑھا دے۔ تو ثابت ہوا کہ عورتوں کو بھی ضرور عید گاہ میں جاکر نماز عیدین ادا کرنی چاہیئے خواہ وہ حیض کی حالت میں کیوں نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عید گاہ میں جائے۔ تکبیرات پڑھے خطبہ سُنے اور دعا مانگے مگر نماز ادا نہ کرے۔ مگر آجکل ہمارے ہاں عورتوں کو عید گاہ کی طرف جانے نہیں دیا جاتا۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو اور ہم حیل و حجّت سے کام لیں۔

سوال:- اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی عورت کی شادی کے دن مقرر کئے جاتے ہیں تو اس کو [illegible] تو گھر سے کہیں جانے [illegible] دیا جاتا ہے حتیٰ کہ [illegible]

جانا جب تک کہ اس کو کسی دھات (لوہا، تانبا یا سلور وغیرہ) کی انگوٹھی یا کوئی تعویز نہ پہنایا جائے۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟۔

**جواب:**۔ یہ سب کام ہندوآنہ ہیں۔ اسلام اس بات کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ ایسے کام یا تو غیر مسلم کرتے ہیں یا وہ لوگ جو بہت زیادہ توہم پرست ہوتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان ہوتے ہوئے بھی ایسے کام کرتا ہے تو وہ مسلمانوں میں ہندوؤں کی رسموں کو اجاگر کرتے ہیں جس کے لئے انہیں اللہ کی بارگاہ میں جواب دینا ہوگا۔

**سوال:**۔ نکاح کے وقت دلہن کو دُلہا کی طرح کلمے کیوں نہیں پڑھائے جاتے؟

**جواب:**۔ آپ کتب احادیث کا ذخیرہ اٹھا کر دیکھ لیں نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسی صحابی رضؓ کے نکاح کے وقت اور نہ ہی کسی صحابی رضؓ نے دوسرے صحابی رضؓ کا نکاح پڑھاتے ہوئے اور نہ ہی کسی تابعی نے کسی کا نکاح پڑھاتے ہوئے دُلہا کو کلمے پڑھائے۔ یہ ایک بدعت ہے جو کہ بعد میں رائج ہوئی۔ دُلہا

یا دلہن کو کلمے پڑھانے کا دُور تک بھی واسطہ نہیں۔ کسی بھی مسلمان خاندان کے افراد یہ ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں سوچیں گے کہ ان کی بہن، بیٹی کا نکاح کسی غیر مسلم مرد سے کیا جا رہا ہے۔ کلمے تو غیر مسلم کو مسلمان بنانے کے لئے پڑھائے جاتے ہیں نہ کہ نکاح کے وقت مسلمانوں کو ہی پڑھانے شروع کر دیں اور اگر آپ دیکھیں تو نکاح جیسی عظیم سنّت صرف مسلمانوں ہی میں ہے غیر مسلموں میں شادی بیاہ کے لئے دوسرے طریقے ہیں۔

سوال :۔ مہر کی رقم کے بارے میں بتائیں کہ شریعت نے اس کی حد کتنی مقرر کی ہے اور کیا مہر کی رقم سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

جواب :۔ شریعت نے مہر کی رقم کہیں بھی مقرر نہیں کی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ بتیس روپے چار آنے شریعت نے مقرر کی ہے وہ غلط کہتے ہیں۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت حاضر ہوئی اپنے ساتھ نکاح کی دعوت دی۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ (مطلب انکار تھا)۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ میں اس

سے نکاح کے لئے تیار ہوں۔ وُہ عورت بھی راضی ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے مہر ادا کرنے کے لیئے تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کچھ بھی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا! کوئی لوہے کی انگوٹھی وغیرہ۔ جب جواب انکار میں آیا تو فرمایا کہ میں تیرے مہر میں قرآن مجید کی فلاں فلاں سورتیں مقرر کرتا ہوں کہ تو اُس کو یاد کرا دے یہی تیرا مہر ہو گا اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مہر کی رقم کا تعین صرف دُلہا کی مالی حالت کے مطابق ہو گا چاہے جتنا بھی ہو۔ جتنا مقرر ہو گا وُہ خاوند کے ذمہ واجب الادا ہو گا مہر کی رقم سے زکوٰۃ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر خاوند نے مہر ادا کر دیا ہے اور وُہ رقم نصاب زکوٰۃ میں آتی ہے اور وہ سال بھر جمع پڑی رہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔ اگر عورت نے اپنی ضروریات میں سال گزرنے سے پہلے ہی خرچ کر لی تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہو گی۔



سوال:۔ جہیز کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے تفصیل سے بتائیں؟

جواب:۔ نبیوں کے سردار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی پیاری بیٹی فخر النساء خاتونِ جنت عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو سامان رخصتی کے وقت دیا وہ صرف اس وجہ سے تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گھر میں کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس لئے ضروری اشیاء ہی دی گئیں۔ آپ جب احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔ آپ کو ایسے سامان کی بالکل مختصر چند ایک چیزیں ملیں گی جو اللہ کے رسول ؐ نے اپنی بیٹی کو دیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ نہ تو کسی بیٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہیز دیا نہ ہی کسی صحابی نے اپنی بیٹی کو رخصتی کے وقت دیا۔ جو لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز کی بات کرتے ہیں۔ اُن کے لئے صرف یہی وضاحت کافی ہے کہ شادی کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں استعمال کے برتن تک موجود نہ تھے۔ اس لئے اُن کی ذِرہ فروخت کرکے اس رقم سے ضروری برتن خریدے گئے اور کچھ تھوڑا سا ضروری استعمال کا سامان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ اس کو جہیز کی دلیل بنانا جائز نہیں ہے ان لوگوں سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی دوسری بیٹی کو بھی سامان

دیا یا ان صحابہؓ نے اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت مروجہ
جہیز دیا ہو

اسلام میں تو جہیز کا دور تک بھی تصور نہیں ملتا ہاں جہیز جیسی لعنت کا رواج ہندوؤں میں ہے۔ وہ اپنی بیٹیوں کو رخصتی کے وقت جہیز تو دیتے ہیں مگر وراثت نہیں دیتے۔ اسی طرح اسلام میں عورت کے لئے وراثت ہے جہیز نہیں ہے۔ (مروجہ)

افسوس کہ آجکل مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کی رسموں کو اپنا لیا۔ اگر احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شادی کے جو طریقے آجکل ہم میں رائج ہیں احادیث کے بالکل منافی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دولہا دلہن والے مسجد میں جمع ہوتے وہیں سے نکاح کے بعد رخصتی ہوتی نہ تو دلہن والوں کی طرف سے دعوت کی جاتی اور نہ ہی جہیز جیسی لعنت کے متعلق سوچا جاتا۔

آج کل جہیز جیسی فرسودہ رسموں کی وجہ سے لاکھوں ہزاروں خواتین ایسی ہیں کہ جن کے ماں باپ پیسے نہ ہونے کی وجہ سے جہیز نہیں دے سکتے اور وہ شادی کے بغیر ہی بوڑھی ہو جاتی ہیں جہیز ایک رسم ہی نہیں ایک بہت بڑی لعنت ہے۔ اس لئے ایسی رسموں کا رواج کرنا۔ ان کا مطالبہ کرنا مسلمانوں کا کام نہیں ایسی رسوم سے

بچنا ضروری ہے۔

ولیمہ کی دعوت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا حکم ہے کہ نکاح کا اعلان کرو اور نکاح مسجد میں کرو۔ ولیمہ کا حکم عورت کے ساتھ شب باشی کے بعد دوسرے دن دُلہا کی طرف سے کرنے کا ہے مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث ولیمہ ہی کے بارے میں ہے کہ جس نے ولیمہ کی دعوت کے باوجود شرکت نہیں کی۔ اس نے اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس حدیث سے دعوتِ ولیمہ کی اہمیّت واضح ہوتی۔ اس میں خوشی کے اظہار کے ساتھ ساتھ ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ نکاح کی شہرت ہوتی ہے۔ ماں باپ کی مرضی کے خلاف چھپ کر نکاح کرنے سے عورت کی عفت وعصمت کے پامال ہونے کا خطرہ ہوتا ہے بعض بے غیرت شب باشی کے بعد یا کچھ عرصہ عیش وعشرت کے بعد نکاح سے انکار کر دیتے ہیں۔ ایسے بدنیّت اور بے غیرت لوگوں کی وجہ سے ہی نکاح کا خوب اعلان کرنے اور دعوتِ ولیمہ کا حکم دیا گیا یہی وُہ واحد دعوت ہے جو شادی بیاہ کے موقعوں پر [illegible] ہے اس کے علاوہ تیل مہندی وغیرہ کی رسمیں بھی ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ اس بات پر ہمیں بڑا افسوس ہوتا ہے کہ آج پاکستان

کو بنے ہوئے چھیالیس سال کا عرصہ دراز گزرنے کے باوجود بھی مسلمانوں میں ہندوؤں کی بہت سی رسمیں جہیز، تیل، مہندی، برات وغیرہ موجود ہیں۔ ان رسموں کے ادا کرنے کے لئے بہت اصرار کرتے ہیں اور ہزاروں روپے پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔

حدیث میں ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرو اس نکاح کو اور عقد نکاح باندھو مسجدوں میں اور دف بجاؤ یعنی بعد ہو جانے نکاح کے۔ مسجد میں پڑھے جانے والے نکاح بابرکت اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ عمل ہے

(ترمذی ابواب النکاح)

نکاح مسجد میں پڑھا جائے یا گھر، ہوٹل میں ہر جگہ جائز ہے۔ ہاں اگر مسجد میں پڑھے تو افضل ہے۔

سوال :۔ لڑکی والوں کی طرف سے دولہا والوں کو شادی کے موقع پر کھانا کھلانا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: ۔ شادی کے موقع پر لڑکی کے والدین پر دولہا والوں کو کھانا کھلانا ضروری نہیں اور اسلامی تعلیم یہ ہے کہ نکاح کے بعد دولہا اور اس کے رشتہ دار اپنے گھر جا کر کھانا کھائیں لڑکی والوں پر کوئی بوجھ نہ ڈالیں۔ البتہ ولیمہ کرنا سنت ہے لیکن اس میں بھی سادگی ہونی چاہیے۔ غیر ضروری تکلفات سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اسلام میں برات کا کوئی تصور نہیں یہ ہندوؤں کی مذہبی رسم ہے۔

**تنبیہ** شادی خوشی کا موقعہ ہے۔ اگر اس پر اپنے خویش و اقارب کو مدعو کیا جائے اور وہ آئیں تو وہ مہمان ہیں ان کے خورد و نوش اور قیام کا بندوبست منع نہیں۔ ان کی مہمان نوازی کرنی چاہیے

سوال: کیا شادی بیاہ کے موقع پر عورتیں جمع ہو کر گیت ناچ ڈانس وغیرہ کر سکتی ہیں؟

جواب: ۔ یہ برائی موجودہ دور میں عام ہے۔ عورت تو اگر امام کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز ادا کر رہی ہو تو امام کی غلطی پر اس کو لقمہ نہیں دے سکتی۔ اسی طرح عورت حمد و نعت بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتی جہاں مرد بھی ہوں۔ ڈانس گیت تو بالکل حرام ہے۔ ویسے بھی گیت میں ڈھولک وغیرہ ہوتی ہے جس سے اللہ کے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے شدید نفرت کی اور گیت گانے والیاں خوبرو نوجوان لڑکیاں ہوتی ہیں۔ ان کی آواز مردوں تک جاتی ہے۔ جب کہ مردوں کو عورتوں کا گانا سننا گناہ ہے۔ ایسے ہی عورتوں کا مردوں کو گانا سنانا بھی منع ہے اور اکثر عورتوں کے ناچ گانے کی محفلوں میں مرد حضرات بھی شامل ہو جاتے ہیں اور ان کے ناچ گانے اور ڈانس پر خوش ہوتے ہیں کتنی بے غیرتی کی بات ہے۔

ایسے بھائی، باپ، بیٹے اور شوہر کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے جو اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ مردوں کے سامنے ناچیں گائیں اور اپنے جسم کی نمائش کریں۔ ایسی محفلوں میں جتنی گنہگار عورتیں ہوتی ہیں اتنے ہی مرد بھی گنہگار ہوتے ہیں۔

**سوال:** کیا روزے کی حالت میں مباشرت جائز ہے؟

**جواب:** قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ)

ترجمہ:۔ رمضان کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس

جانا جائز کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو"

پورے سال میں ایک مہینہ رمضان کا آتا ہے جس میں روزہ مرد اور عورت دونوں پر فرض ہوتا ہے اور روزہ کی حالت میں مقاربت جائز نہیں تاہم پھر بھی باہمی گفتگو اور دلچسپی کی باتوں کی اجازت ہے۔ بہرحال ممانعت کا تعلق سحری سے افطاری تک ہے۔ افطاری کے بعد رمضان المبارک میں بھی راتوں میں اجازت دے دی گئی۔ روزہ کی حالت میں ہم بستری (جماع) کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔

سوال :- کیا اللہ کے سوا کسی غیر کی جیسے قرآن مجید، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم، شوہر، ماں باپ، بیوی بچے یا کسی بزرگ پیر فقیر کی قسم کھانا جائز ہے ؟

جواب :- ابن حبان اور حاکم نے قسم کے حوالے سے ایک حدیث حضرت عبداللہ سے نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص کو میں نے کہتے سنا کعبہ کی قسم۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہیں کھائی جاتی۔ میں نے اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا۔ آپ نے فرمایا "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا فرمایا شرک

کیا" یہ بیماری مسلمانوں میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ اور جاہلوں میں تو یہ رجحان عام ہوتا ہے کہ اللہ کی قسم کھانے والے کو سچا سمجھا ہی نہیں جاتا جب تک وہ غیر اللہ کی قسم نہ کھائے۔ یعنی جب کوئی اپنی اولاد کی یا ماں باپ کی یا پیغمبر یا حضرت حسین رض یا کسی پیر فقیر یا ولی کی قسم کھاتا ہے۔ اس وقت اسے سچا سمجھا جاتا ہے۔

غالباً یہ غیر اللہ کی قسمیں بے علم جاہل لوگوں سے اختلاط اور میل جول کا نتیجہ ہیں۔ یہ عمل گمراہ فرقوں میں ان دنوں عام طور پر مروج ہے۔ ان لوگوں کی بھاری اکثریت بات بات پہ ماں، باپ، اولاد، حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حسنین رضی اللہ عنہما اور آئمہ اہل بیت کی قسمیں کھاتی ہے اور اس طرف توجہ ہی نہیں کرتی کہ اسلام میں غیر اللہ کی قسمیں کھانا جائز نہیں ہے۔ اس لئے علماء دین اور دینی تعلیم کے ماہرین کو چاہیئے کہ وہ عوام کو اس سے بچنے کی تلقین کریں تاکہ جہلا کمزور و ناتواں خلائق کو اللہ رب العزت کے ہم پلہ شمار نہ کریں۔ اللہ کے سوا غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے۔ اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

سوال :- خاندانی منصوبہ بندی کے بارے شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اس سلسلہ میں سورہ بنی اسرائیل کی آیت پر غور کریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

وَلَا تَقْتُلُوٓا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا ۔

ترجمہ :- "اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ان کو اور تم کو رزق ہم ہی دیتے ہیں۔ بیشک اولاد کا قتل بہت بڑا گناہ ہے"

دورِ جاہلیت میں بعض افراد اس لئے اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے کہ کہیں آگے چل کر انہیں گرفتار کرکے لونڈیاں نہ بنایا جائے اور کئی محض فقر و فاقہ کے خوف سے نسل کشی کا ارتکاب کرتے تھے۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ اپنی اولاد کو رزق کی وجہ سے قتل نہ کرو۔ ان کو اور تم کو رزق ہم ہی دیتے ہیں کتنے افسوس کی بات ہے کہ جاہلیت کی اس فرسودہ اور بے ہودہ رسم کو خاندانی منصوبہ بندی اور خاندانی منصوبہ بندی

کے پُر فریب اور دلفریب نعروں کے ساتھ پھر سے اجاگر کیا جا رہا ہے۔ آجکل پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ "ہم دو ہمارے دو" اس بات پر عمل کریں اور حمل کی نوبت ہی نہ آنے دیں یا دوسری سکیم کہ دو بچوں کی پیدائش میں وقفہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ بار بار زچگی سے بیوی بیمار پڑ جاتی ہے۔ لہٰذا جلد جلد حاملہ ہونا اس کے بس کی بات نہیں یا یہ کہ بچوں کی نگہداشت پر توجہ نہیں دے سکتی۔ اس حد تک تو وقفہ کی اجازت سے اتفاق تو ہو سکتا ہے۔ مگر مکمل طور پر نسل کشی قطعاً جائز نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عزل نہ کرو جس روح کو دنیا میں آنا ہے وہ آکر ہی رہے گی۔ اس لئے عزل کی بھی اجازت نہیں دی گئی اور کہاں یہ کہ سرے سے حمل ہی نہ ٹھہرنے دیا جائے۔ حکومتی سطح پر جو وجوہات بیان کی جاتی ہیں کہ بڑھتی ہوئی آبادی میں قلتِ خوراک کی مشکلات پیدا ہوں گی تو اس بارے میں پہلے قرآن مجید کی آیت لکھی ہے کہ رازق خدا ہے تو پھر یہ حیلے کیوں تلاش کئے جاتے ہیں۔ حکومت کو یہ فکر کھائے جا رہی ہے کہ دس پندرہ سال بعد

فاقہ کشی اور قحط سالی کا دور دورہ ہوگا۔ دنیا کی اکثر آبادی اس کی لپیٹ میں ہوگی اور زمین پر انسانوں کے لئے پاؤں رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ یہ نظریہ بالکل غلط ہے۔ آج کے حالات آپ کے سامنے ہیں کہ دنیا کبھی ایسی آفات کا شکار نہیں ہوئی۔ غذائی اجناس کی پیداوار پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ شروع دنیا سے آج تک دنیا کی آبادی بڑھتی چلی آ رہی ہے۔ ان کے لئے حصول رزق کے ذرائع بھی بڑھتے آ رہے ہیں اور بڑھتے چلے جائیں گے۔ اس لئے ہمیں شیطان کے اس وسوسے سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے رازق ہونے پر ایمان رکھنا چاہیئے۔

سوال:- کیا عورتیں مردوں سے ملتے جلتے ڈیزائن کے کپڑے پہن سکتی ہیں یا مردوں سے مشابہت کرنا ان کو جائز ہے؟

جواب:- حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ موجودہ دور میں بکثرت عورتوں نے مردوں کا اور

مردوں نے عورتوں کا روپ دھار رکھا ہے۔ اس بات میں حدیث کی رُو سے کوئی شک نہیں کہ عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا اور مردوں کا عورتوں جیسی شکل وصورت اختیار کرنا صرف گناہ ہی نہیں بلکہ رسول اللہ کے فرمان کے مطابق لعنتیوں والا کام ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جس عورت کا باپ، بھائی بیٹا یا شوہر اُس کو اس قسم کی شکل وصورت یعنی سر کے بال کٹوانا مردوں کی طرح بال بنانا اور مردوں کی طرح لباس زیب تن کرنا یا ان سے ملتے جلتے ڈیزائن کے کپڑے پہننے سے منع نہیں کرتے یا انکو ایسے کاموں کی اجازت دیتے ہیں وہ بھی عورتوں کے ساتھ برابر کے گنہگار ہیں۔ اسی طرح وہ مرد جو عورتوں کی طرح لمبے بال رکھتے ہیں اور داڑھی مونچھوں کو بالکل صاف کراتے ہیں۔ عورتوں جیسے لباس پہنتے یا ان کے مخصوص رنگوں میں لباس پہنتے ہیں ان پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

**سوال:۔** قرآن مجید کے ختم کے بارے میں بتائیں کہ محلے کی عورتیں ایک جگہ اکھٹی ہو کر قرآن مجید کا ختم، آیت کریمہ کا ختم یا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا معجزہ پڑھ سکتی ہیں؟

جواب :- کچھ لوگ میت کو قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب بخشتے ہیں۔ اُن کے لئے ایک محفل کا انعقاد کیا جاتا ہے یا سپارے لوگوں کے گھروں میں پڑھنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ نہ تو کسی حدیث میں آیا ہے اور نہ ہی کسی امام نے اسے اپنایا اور نہ ہی اس کا حکم دیا حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج کے دن تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی اور دین اسلام پر راضی ہو گیا۔

جس نیک کام کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہ ملتا ہو اور پھر اُسے اچھا اور بہتر سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنا بدعت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کی طرف جاتی ہے۔ یہ طریقہ نہ تو کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا اور نہ ہی کسی صحابی رضی اللہ عنہ اور امام نے۔ ایسی مجلسوں میں لوگ صرف کھانے پینے کے لئے آتے ہیں۔ اگر کھلانے پلانے کا انتظام نہ ہو تو کبھی نہ آئیں۔ اسی طرح آیت کریمہ کے ختم کے

بارے میں بھی سُن لیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مسجد نبوی میں کچھ لوگ جمع ہو کر گٹھلیوں پر کچھ پڑھ رہے ہیں۔ آپ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ دائرے کی شکل میں بیٹھ کر گٹھلیوں پر

"سُبحانَ اللہِ" "اَلحَمدُ لِلہِ" "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ"

"اللہ اکبر" پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ تم یہ کیا بدعت کر رہے ہو ابھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برتن ہم میں موجود ہیں ذرا آپ اُن کے الفاظ پر غور کریں کہ وہ خدا کی حمد و ثناء کے علاوہ زبان سے کچھ اور الفاظ ادا نہیں کر رہے تھے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اُن کے اس طریقے کو بدعت قرار دیا۔ اسی طرح اپنے تجویز کردہ مخصوص طریقہ پر کام نیکی سمجھ کر کئے جائیں وہ بدعت ہیں۔

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے معجزے کے بارے میں ایک بات قابلِ غور ہے کہ کربلا کے میدان میں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے پیارے بیٹے اور نبی علیہ السلام کے نواسے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کی تو کچھ مدد نہ کر سکیں تو اور کسی کی کیا مدد کر سکتی ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر تو مجھ سے کچھ لینا چاہتی ہے تو دنیا ہی میں مانگ لے شائد میں تیری خواہش کو پورا کر دوں۔ آخرت میں میں تیرے کسی کام نہ آسکوں گا۔ جن کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہو تو اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کا معجزہ (جو کہ ان کے نام سے منسوب ہے) پڑھنے سے وہ آپ کی مدد کرنے آئیں گی تو یہ سراسر ان پر بہتان ہے۔ ہمیں جب بھی اللہ کی عبادت کرنا مقصود ہو تو اس بات کو سب سے پہلے دیکھنا چاہیئے کہ کیا یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہے؟ اگر ہے تو پھر کرنا چاہیئے۔ اسی میں ہماری بھلائی اور فائدہ ہے اور اسی میں ہماری نجات ہے۔

**سوال:۔** کیا عورت قبرستان جا سکتی ہے اور قبر پر اگربتی یا چراغ جلا سکتی ہے؟ یا نماز ادا کر سکتی ہے؟

**جواب:۔** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کی زیارت کرنے جاتی ہیں اور جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا کر ان کو تھامے ہوتی ہیں اور جو ان پر چراغ جلاتی ہیں۔"

اس حدیث سے آپ کے سوال کا واضح جواب مل جاتا ہے کہ عورت کا قبرستان جانا وہاں پر کسی قسم کے چراغ یا دیئے موم بتی، یا اگربتی وغیرہ جلانا بالکل جائز نہیں بلکہ نبی علیہ الصلواہ والسلام نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو قبرستان جاتی ہیں اور ایسے کام کرتی ہیں۔ مسند احمد میں ایک روایت ہے جسے چاروں آئمہ سنن نے نقل کیا ہے۔

"قبرستان اور حمام کو چھوڑ کر کل روئے زمین سجدہ گاہ ہے"۔

پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے قبروں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور تاکید کی کہ نماز

پڑھنے والے اور قبلہ کے درمیان کوئی قبر نہ ہو پھر وہاں نماز پڑھی جائے۔

سوال:۔ عام طور پر سننے میں آیا ہے کہ رات کو گھروں میں جھاڑو دینے سے رزق کم ہو جاتا ہے یا کوئی بری خبر سننے کو ملتی ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟

جواب:۔ یہ عادت ہندوؤں میں ہے کہ وہ جھاڑو رات کے وقت پھیرنے کو منحوس قرار دیتے ہیں۔ اسلام میں تو اس کے بالکل برعکس ہے۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

الطہور شطر الایمان۔

ترجمہ:۔ "صفائی نصف ایمان ہے"۔

اس حدیث پاک میں صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ صفائی صبح کے وقت کرنی چاہیئے یا دوپہر کے وقت۔ اور نہ ہی شام کے وقت صفائی سے روکا گیا۔ صفائی سے تو آدمی کی شخصیت اجاگر ہوتی ہے۔ بتایئے اگر شام کے وقت بچے گھر میں کھیل کود سے گندگی پھیلا دیں اور آپ یہ کہیں کہ صفائی صبح کی جائے گی اور عین اس

وقت گھر میں مہمان آجائیں تو وہ کچرا وغیرہ دیکھ کر آپ کے سلیقہ شعار ہونے کا اندازہ کس طرح لگائیں گے۔ ایسے غلط عقائد سے نکل کر احادیث کی طرف غور کریں کہ اسلام ہمیں کس کام کے کرنے حکم دیتا ہے۔ اور ہم کس طرف جا رہے ہیں۔

**سوال:** اکثر دیکھا گیا ہے کہ شام کے وقت عام استعمال کی اشیاء مثلاً "نمک مرچ اور جھاڑو وغیرہ کسی ہمسایہ کو مانگنے پر نہیں دیا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ شام کو ایسی چیزیں دینے سے گھر سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس بارے میں حقیقت کیا ہے؟

**جواب:** قرآن مجید میں سورہ الماعون میں ارشاد ہوتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ هُمْ یُرَاءُوْنَ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔

ترجمہ:۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو استعمال کی چیز کسی کو عاریتہً" نہیں دیتے وہ ویل میں داخل کئے

جائیں گے۔ (جہنم کے ایک حصہ کا نام ویل ہے) استعمال کی چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے امام رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان میں نمک مرچ وغیرہ بھی آتے ہیں اور عام استعمال کے برتن بھی اسی زمرہ میں ہیں اور تفاسیر بھی دیکھ لیں علماء کرام اور مفسرین نے عام استعمال کی اشیاء میں نمک وغیرہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ رہی بات شام کے بعد دینے کی تو بھی اس آیت میں تو اس کا وقت نہیں لکھا گیا۔ کسی بھی تفسیر میں اس بارے میں یہ درج نہیں کہ استعمال کی چیزیں دینے سے رزق میں برکت نہیں ہوتی۔ اگر غور سے اس آیت مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو کوئی اپنے ہمسائے کو مانگنے پر عام استعمال کی چیز نمک مرچ وغیرہ نہیں دے گا خواہ وقت صبح کا ہو یا دوپہر، شام کا یا رات کا وہ ویل میں داخل ہوگا۔ یہ جہنم کے گہرے گڑھے کا نام ہے اور سب سے زیادہ دردناک عذاب ہوگا جو ویل میں داخل کئے جائیں گے۔ اس لئے دعا ہے کہ اللہ ہمیں ایسے غلط عقائد سے باز رہنے اور اسلامی شعائر کو اپنانے کی توفیق دے آمین۔

سوال :۔ میت پر اکثر عورتیں نوحہ کرتی ہیں اس بارے میں کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جس نے مصیبت کے نازل ہونے پر گالوں (رخساروں) کو پیٹا، گریبان چاک کیا اور جاہلوں جیسے کلمات کہے۔ آپ اندازہ کریں کہ زور زور سے رونا بین کرنا، اپنے آپ کو پیٹنا اور کسی عزیز کی وفات پر بین کرنے والیوں کو رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے اپنی اُمت میں نہیں گردانا۔ ہاں دل کی تکلیف یا صدمے کی وجہ سے اپنے آنسوؤں پر قابو رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاموشی سے بہنے والے آنسوؤں پر کوئی گرفت نہیں مصیبت پر صرف اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط پڑھنا چاہیئے اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

سوال :۔ عورت کو خاوند کی وفات پر یا کسی عزیز کی وفات پر کتنے دن سوگ منانا چاہیئے ؟

جواب :۔ حدیث میں ہے :۔

نھینا ان نحد اکثر من ثلاث الا

لِـزَوجٍ۔

ترجمہ:۔ خاوند کے علاوہ کسی اور کی میت پر کسی عورت کو تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے منع کیا گیا۔"

ابن سیرین میں یہ حدیث ہے کہ جب امّ عطیہ کا ایک بیٹا فوت ہوگیا۔ جب تیسرا دن ہوگیا تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور یہ الفاظ کہے جو میں نے ابھی بتائے ہیں۔ اسی طرح حضرت زینب بنت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر شام سے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ملی تو انہوں نے تیسرے دن خوشبو منگوائی اور اپنے رخساروں اور باہوں پر لگائی پھر فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے۔ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ خاوند کے علاوہ کسی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ ان احادیث سے بات مکمل سمجھ آجاتی ہے کہ بیوہ کے علاوہ کسی عورت کے لئے جائز اور حلال نہیں کہ وہ کسی کی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ میں رہے اور جب عورت سوگ میں ہو تو اس

کو اپنے آپ کو سجانے بناؤ سنگھار کرنے کی ممانعت ہے۔ بیوہ کی عدّت کے بارے میں بھی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر وہ حاملہ نہیں تو چار مہینے دس دن گھر میں سادگی سے رہے اور بغیر کسی شرعی عذر کے گھر سے باہر نہ نکلے اور اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ سورہ طلاق میں ہے۔

"اور حمل والی عورتوں کی عدت حمل سے فارغ ہونے تک ہے"۔

اسلام نے جو سوگ کی مدّت مقرر کی ہے۔ اس کو اپنی مرضی سے بڑھانے کا کسی کو اختیار نہیں۔ اگر کوئی شخص، عورت، خاندان یا گروہ ایسا کرے گا تو وہ درحقیقت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان مسائل کو سمجھنے کی اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے "آمین"۔

سوال :۔ کیا خاوند اپنی بیوی کی میت کو اور بیوی اپنے خاوند کی میت کو غسل دے سکتی ہے؟

جواب :۔ اسلام میں خاوند اپنی بیوی کو وفات کے بعد غسل

دے سکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے :۔

"بیشک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی کہ ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا غسل دیں چنانچہ ان دونوں نے ان کو غسل دیا (دارقطنی)

اس روایت سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جس طرح حضرت علی رضؓ نے اپنی زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی پیاری بیٹی کو ان کی وفات کے بعد غسل دیا اس وقت کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ مگر نہ تو حضرت علی رضؓ نے اعتراض کیا اور نہ ہی کسی دوسرے صحابی نے ان کے غسل دینے کے متعلق کوئی بات کی۔ اس سے یہ اعتراض کہ وفات کے بعد عورت کی میت کو شوہر غسل نہیں دے سکتا بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ باقی رہی بات کہ کیا بیوی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں اس کی اجازت ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ عورت اپنے مردہ خاوند کے جسم کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔ اس کو دیکھ سکتی ہے نہلا سکتی ہے۔

سوال :- کیا عورت غیر محرم کی میت دیکھ سکتی ہے؟

جواب :- اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی آیت نمبر ۳۱ میں فرمایا ہے کہ "اپنے چہرے اور سینے کو نقاب میں چھپائیں" یہ حکم عورت کو ہر نامحرم مرد سے پردہ کرنے کے لئے صادر فرمایا گیا ہے تو پھر کس طرح کوئی نامحرم عورت کسی مرد کی میت دیکھ سکتی ہے ہاں اُن کے گھر والوں سے صدمہ کا اظہار کرنے جا سکتی ہے مگر کسی مرد کی میت کو نہیں دیکھ سکتی۔

سوال :- کیا عام استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی؟

جواب :- تمام قسم کے زیورات جو مستعملہ ہوں یا ایسے زیورات جو استعمال میں نہیں آتے ان زیورات پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔ سونا کا نصاب کم از کم ساڑھے سات تولے ہے۔ اس پر زکوٰۃ چالیسواں حصہ ۲ ½ ماشے ہوگی۔

چاندی کا نصاب کم از کم ساڑھے باون تولے ہے۔ اس پر زکوٰۃ چالیسواں حصہ ایک تولہ چار ماشے ہوگی۔ زیورات پر زکوٰۃ بازار کی موجودہ قیمت پر ادا کرنا ہوگی، قیمت خرید پر

زکوٰۃ ادا نہیں کرنا ہوگی۔ کم از کم نصاب ہو یا اس سے زیادہ ہو چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

**سوال:۔ کیا عورت اپنے سر اور بھوؤں کے بال کاٹ یا نوچ سکتی ہیں؟**

**جواب:۔** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم گودنے اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور اُن پر جو اپنے چہرے (بھوؤں) کے بال نوچتی ہیں حسین بننے کے لئے اور اللہ کی پیدائش کو بدلنے کے لئے اس پر ایک عورت نے آپ (ابن مسعودؓ) پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی۔ جب کہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو دین کا حکم دیں اس کو قبول کرو۔ اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز آؤ۔ اس حدیث کو بخاری مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایک تو جسم کو کسی جگہ سے گودنا (نقش و نگار بنانا یا کوئی نام وغیرہ لکھوانا جو کہ سوئیوں سے لکھے جاتے ہیں

اور دوسرے چہرے یعنی بھوؤں کے بال نوچنے سے منع فرمایا
مُسلم شریف میں حدیث ہے کہ :۔
"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدن کو گودنے والیوں اور دانتوں میں دُوری پیدا کرنے والیوں (دانتوں کو رگڑ دا کر دانتوں کے درمیان فاصلہ قائم کرنا) اور بھوؤں کو نوچنے والی اور اِن سب کاموں کی خواہش رکھنے والیوں پر لعنت فرمائی "
لعنت کے معنی ہیں اللہ کی رحمت سے دُور رہونا جس پر اللہ یا اُس کے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے لعنت فرمائی ہو ایسے کاموں سے بچنا چاہیئے۔

سوال :۔ عورت کو گھر میں اور گھر سے باہر جانے کے لیئے کس طرح کا لباس زیبِ تن کرنا چاہیئے ؟

جواب :۔ اگر دیکھا جائے تو عورت کے معنی ہی پردہ کے ہیں۔ ایک دفعہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر ہوئی اور وہ پردہ سے بولی کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیت کرنا چاہتی ہوں۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تو اپنی چادر کا کونہ آگے بڑھا۔ بس تیری یہی بیت ہے۔ یہ ہے پردہ کرنا۔ اللہ ربُ العزت

ارشاد فرماتے ہیں :-

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا (النور آلایۃ ۳۱)

نہ دکھلائیں اپنا سنگھار مگر ہاں جو اس میں سے کھلا ہی رہتا ہے جیسے کپڑے وغیرہ۔ جب گھروں سے باہر نکلیں تو کسی کے بھی سامنے جائیں تو اپنی چادر (دوپٹے) اوڑھ لیں۔

وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ (النور آلایۃ ۳۱)

اپنے چہرے اور سینے کو نقاب سے چھپالیں۔ سر پر ڈالنے والی چادر یا دوپٹہ سر سے لاکر سینوں پر اس طرح لپیٹ لیں کہ جسم کا ابھار واضح نظر نہ آئے۔

یہ پردہ ہر نامحرم سے ہے کہ جسم کا کوئی بھی حصّہ کسی کو نظر نہ آئے۔ بدن کی خلقی زیبائش میں سب سے زیادہ نمایاں سینے کا ابھار ہے۔ اس کے مزید تستّر کی خاص طور پر تاکید فرمائی تاکہ جاہلیت کی رسم مٹ جائے جاہلیت میں عورتیں خمار اوڑھنی سر پر ڈال کر اس کے دونوں پلے

پشت پر لٹکا لیتی تھیں۔ اس طرح سینے کی نمائش ظاہر رہتی تھی۔ یہ گویا حسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے بتلا دیا کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر گریبان پر ڈالنا چاہیئے تاکہ اس طرح کان، گردن، سینہ پوری طرح مستور رہے۔

زینت عام ہے اس کے تحت میں ہر وہ چیز آجاتی ہے جو مرد کے لئے باعث رغبت اور شوق ہو سکے۔ خواہ خلقی ہو جیسے حسن اعضاء، حسنِ صورت خوش خرامی وغیرہ خواہ کیسی ہو مثلاً لباس، خوشبو، زیور، پاؤڈر اور لپ سٹک وغیرہ۔

محرم سے پردہ نہیں ہوتا تاہم اس کے لئے بھی جائز نہیں کہ چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ کوئی حصہ دیکھے محرم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ محرم ابدی مثلاً باپ، بیٹا، چچا پوتا وغیرہ۔ دوسرے وہ جو بعد زوال وصف اجنبی ہو جائیں مثلاً شوہر طلاق کے بعد مملوک آزاد ہونے کے بعد، بچہ جوان ہونے کے بعد، بھائی جو محرم ہیں۔ وہ سگے بھائی یا ایک باپ کی اولاد یا ایک ماں کی اولاد دودھ شریک مراد ہوتے ہیں اور کسی قسم کے بھائی چچازاد، خالہ زاد یا پھوپھی زاد وغیرہ جو عرفاً و رواجاً ہندوپاک میں محرم سمجھ لیئے گئے

ہیں مراد نہیں ہیں۔ گھر میں بھی لباس مکمل ہونا چاہیئے۔ البتہ تنگ اور چست لباس زیبِ تن کرنا جس سے اعضائے جسم کا ابھار نمایاں ہو کسی صورت میں مناسب نہیں ہے مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ عورتوں کو پردہ کرائیں اس میں مردوں کا بھی فائدہ ہے اور عورتوں کا بھی۔

سوال:۔ ایک مثالی میاں بیوی کو کیسے زندگی گزارنی چاہیئے؟

جواب:۔ اسلام نے ازدواجی زندگی میں عورتوں کو جو اصول ہدایات دی ہیں۔ ان میں عورت کی تمام تر کمزوریوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جو اسے قدرت نے عطا کی ہیں۔ اسی وجہ سے سرداری کا حق مرد کو سونپا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ (النساء)

ترجمہ:۔ "مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس وجہ سے کہ اللہ نے بعض کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں"۔

ایک تو مردوں کو عورتوں پر علم وعمل اور عقل و دانش کی وجہ سے فضیلت اور بڑائی عطا کی گئی اور دوسرے مرد حضرات عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں یعنی مہر، خوراک، پوشاک حتیٰ کہ جائیداد میں حصّہ وغیرہ اسی وجہ سے مرد کو عورت پر حاکم بنایا گیا ہے اور مرد کی محبّت اور حاکمیت کی وجہ سے عورت پر اپنے شوہر کی دلجوئی اور اس کی عزت و تکریم بہت ضروری ہے۔

ترمذی شریف میں حدیث ہے: اگر خدا کے سوا اور کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوگا کہ بیوی اپنے شوہر کی انتہائی عزت و احترام اور اس کی دلجوئی کرے اس کو اپنے ماں باپ بھائی بہن کے لئے یہ حکم نہیں دیا گیا۔ یہ حکم صرف شوہر کے لئے ہے۔ کئی عورتیں شادی کے بعد بھی میکے والوں کی بات کو شوہر کی بات پر ترجیح دیتی ہیں اور شوہر کی بات کو نظر انداز کر دیتی ہیں جو کہ بہت بڑا غلط کام ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک طرف شوہر کا حکم ہو اور دوسری طرف ساری دنیا تو عورت کو صرف شوہر کی بات ہی ماننی

چاہیئے۔

ہاں اگر شوہر شریعت کے خلاف کوئی حکم دے تو اس صورت میں عورت کو شوہر کا حکم نہیں ماننا چاہیئے۔ شریعت کے علاوہ کوئی بھی مسئلہ ہو عورت کو ہر حال میں شوہر کا حکم ماننے کے لئے کہا گیا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے۔ اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبردار ہو تو وہ جنّت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے"۔

نماز روزہ اور اپنی عزت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ شوہر کی فرمانبرداری بھی ضروری قرار دی گئی گویا اُن میں سے کسی بھی ایک بات پر عمل نہ کرنے سے بخشش کی امید نہیں کرنی چاہیئے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسی عورت بہترین ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہ عورت کہ جب اس کا شوہر اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے۔ اس حدیث سے

ہماری ماؤں، بہنوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ جس عورت میں یہ خوبی نہیں کہ وہ اپنے شوہر کو اس کی خواہش کے مطابق خوش نہ کرے تو وہ عورت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہتر عورت نہیں ہے۔ ایک مثالی بیوی کو چاہیئے کہ شوہر کے ہر حکم (جو شریعت کے اندر رہ کر) دے اس پر سر تسلیم خم کر دے کیونکہ وہ اس کا حاکم نگران محافظ مقرر کیا گیا ہے اور اس کی زندگی کا ہم سفر بھی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شوہر جب اپنی بیوی کو اپنے بستر پہ بلائے اور آنے سے (بلا وجہ) انکار کر دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ عورت کو اس کا شوہر اپنے بستر پر بلائے اور وہ (بلا وجہ) انکار کر دے تو رب العزت اور فرشتے اس وقت تک اس سے ناخوش رہتے ہیں، جب تک وہ اپنے شوہر کو خوش نہ کر دے۔ ان احادیث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ عورت کو شوہر کی بات اور خواہش کو ماننا ضروری ہے اور اس کی دعوت

پر ہمبستری کو ٹھکرانا حرام ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ ناخوش ہوں تو قیامت کے روز اس کی بخشش کیسے ہوگی۔ یہاں پہ ایک بات پھر دہراتا ہوں ایک طرف ماں باپ بہن بھائی اولاد سہیلیاں ہوں اور دوسری طرف شوہر تو سب کی بات پر شوہر کی بات ہی کو فوقیت دینی پڑے گی۔ ایک عارف باللہ نے پنجابی میں کیا اچھا فرمایا ہے:۔

جویں پیارا راضی ہووے مرضی دیکھ سجن دی
اپنی مرضی جیکر لوڑیں اے گل کدی نہ بندی
گھٹے بھریاں عاجز آون قرب حضوری پاون
چوڑے والیاں لاڈ دکھاون دور نکالیاں جاون

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین بیوی کے اوصاف یوں بیان فرماتے:۔

خَيْرُ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ إِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ إِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ۔

"آدمی کا بہترین خزانہ نیک بیوی ہے۔ جب اس کا خاوند اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔ جب وہ اس سے غائب ہو تو وہ اس کی عزت کی حفاظت کرے۔"

یہ ہے وہ نکتہ جس سے ازدواجی زندگی پرسکون اور خوشگوار گزرتی ہے۔ اسی لئے اسلام عورت سے مندرجہ بالا بات کا تقاضا کرتا ہے۔

## شوہر کو بیوی کے متعلق ہدایات

یہاں پر میں شوہر کے بارے میں تھوڑی سی بات ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ شوہر کے لئے اسلام نے کیا ہدایات دی ہیں زندگی میں یہ کوئی حیرت انگیز واقعہ نہیں کہ میاں بیوی کے درمیان کبھی کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں شیطان کو بھکانے کا موقع ہاتھ آجاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے ان حقائق سے چشم پوشی نہیں کی اور عورتوں کی فطری کمزوریوں کے پیش نظر مردوں کو اس سلسلہ میں انتہائی مفید ہدایات

دی گئی ہیں تاکہ میاں بیوی کو باہمی زندگی میں ناخوشگواری نہ آنے پائے، چنانچہ سورہ نساء میں ارشاد ہوتا ہے :

" اور ان عورتوں کے ساتھ حسن وخوبی سے گزر بسر کرو اور اگر تم کو وہ ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور اللہ اس کے اندر تمہارے لئے کوئی بڑی منفعت رکھ دے"۔

اس آیت میں یہ واضح ہدایت دی گئی ہے کہ اگر عورت میں کوئی ایسی عادت ہو جو شوہر کو ناپسند ہو اور طبیعت کے خلاف ہو تو اس وقت جذبات کی بجائے عقل و دانش سے کام لینا چاہیئے اور عورت کی ناگوار بات کو برداشت کرلے میں اللہ کی حکمت پوشیدہ ہے جو دین و دنیا دونوں میں خیر و برکت کا موجب ہے اور شوہر کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی کو احسن طریق سے سمجھاتا رہے۔ بخاری کی ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

" تم وصیت قبول کرو۔ عورتوں سے بھلائی کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر والا ہے لہٰذا اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو تو توڑ ڈالو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو ہمیشہ کے لئے ٹیڑھی رہ جائے گی۔ اس لئے عورتوں کے متعلق نصیحت

قبول کرو۔

اس حدیث کی تشریح کے سلسلہ میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کو اس کے حال پر نہ چھوڑا جائے بلکہ نرمی سے بتدریج اس کی اصلاح کرتے رہنا چاہیئے۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ عورت کے ساتھ مدارات اور ملاطفت کا برتاؤ ناگزیر ہے۔ لہٰذا کوشش کر کے پیار و محبت سے سمجھانا چاہیئے۔ مگر بعض عورتیں حد سے زیادہ ضدی اور اپنی بات پر اڑ جانے والی اور بد زبان ہوتی ہیں اور چھوٹی سی بات پر ناراض ہو کر شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"عورتیں شوہروں کی ناشکر گزار ہوتی ہیں اور ان کے سلوک و احسان کی منکر۔ تم اگر ان کے ساتھ زندگی بھر احسان کرو پھر اگر کوئی بات تمہاری طرف سے ان کے خلاف طبیعت ہو جائے تو بول اٹھیں گی کہ میں نے کبھی بھی تم سے بہتری نہیں دیکھی"۔ یہ عورت کی فطرت میں ہے کہ چھوٹی اور معمولی سی بات پر بھی ایسی باتیں کرنے لگتیں ہیں۔ مگر باوجود اس کے پھر بھی کوشش

کرنی چاہیئے کہ صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

مردوں کی ذمہ داری ہے کہ عورت کے نان و نفقہ کا اپنی طاقت کے مطابق معقول بندوبست کرے اور ان کی ہر جائز ضرورت پوری کرنی چاہیئے اور عورت کو ہر وُہ آسائش مہیا کرے جس سے وہ بھی عمدہ اور صاف ستھرا لباس پہن کر اور بن سنور کر شوہر کے ساتھ زندگی گزارے۔

اگر تمام سہولیات اور ضروریات میسر ہونے کے باوجود عورت شوہر کی فرمانبردار نہ ہو اور خاوند کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آئے۔ بدکلامی کرے اور پیار و محبت سے اس کی بات نہ مانے تو ایسی صورت میں شوہر کے لئے حکم ہے جیسا کہ سورۃ نساء میں ہے

"جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم ان کی سرکشی کا علم رکھتے ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں ان کی خواب گاہوں میں چھوڑ دو اور پھر انہیں مارو۔"

یعنی جب ان کی بغاوت و نافرمانی تجربہ میں آجائے۔ یہ نہیں کہ محض بدگمانیاں یا دور کے احتمالات کو اس کے لئے

کافی سمجھ لیا جائے۔ اب سرکش و نافرمان بیویوں کا علاج ہو رہا ہے۔

پہلی منزل یہ ہے کہ انہیں نرمی و آشتی، پیار و محبت سے سمجھایا جائے اگر عورت شریف طینت ہے تو یہ کافی ہو جائے گا۔ اسی میں شوہر کو بھی تعلیم ہے کہ فوراً غصہ میں آ کر کوئی سخت کارروائی نہ کر بیٹھے۔

دوسری منزل یہ ہے کہ ان سے تعلقات ہم بستری منقطع کر دو اور ان کے پاس لیٹنا چھوڑ دو۔ یہ دوسری منزل ہے۔ جب زبانی گفتگو و فہمائش سے اصلاح حاصل نہ ہو اور نافرمانی و سرکشی بدستور قائم رہے۔ جب پہلا عملی قدم یہ اٹھاؤ لیکن تحقیق و تجربہ کے بعد

تیسرا علاج اس وقت کیلئے ہے جب دوسرا علاج بھی ناکام ثابت ہو جائے۔ ہلکے پھلکے مار دو۔ اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ یہ مار بالکل ہلکی قسم کی ہو۔ ایسی نہ ہو جس سے چوٹ زیادہ آ جائے یا جس سے رفیقِ زندگی کی توہین لازم آتی ہو بلکہ مفسر صحابی ابن عباسؓ سے یہ منقول ہے کہ یہ مار مسواک جیسی ہلکی پھلکی چیز سے ہو اور یہ مشاہدہ ہے کہ بہت سے معاشرے اور طبقے ایسے ہیں جہاں عورت کے لئے جسمانی سزائیں عام ہیں تو

علاج کی یہ صورت ظاہر ہے کہ انہی طبقوں کے لئے ہے پھر اتنی اجازت بھی ضرورت پڑنے پر ہی ہے ورنہ سیاق عبارت نرمی ہی کی سفارش کر رہا ہے۔ یورپ میں بھی بیویوں کی مار پیٹ کا دستور رہا ہے۔ قرآن مجید میں اس حکم کا ہونا قرآن مجید کے حق میں ذرا بھی مضر نہیں جیسا کہ بعض یورپ زدہ مسلمان سمجھ رہے ہیں بلکہ عین دلیل ہے اس کی کہ قرآن مجید کے احکام ہر طبقہ اور ہر مزاج اور ہر سطح انسانی کے لئے ہیں۔ ہلکی سی مار ضرورت کے وقت ہے جبکہ پہلے دو علاج کامیاب نہ ہوسکیں۔ بلا ضرورت اس کا استعمال بیوی کو ستانے اور تکلیف پہنچانے کے لئے ہرگز درست نہیں ہے۔ اگر بیویاں اطاعت کرنے لگیں تو اُن کے خلاف بہانے نہیں ڈھونڈنے چاہئیں

نشوز کے لغوی معنی اُٹھ جانے کے ہیں اور اصطلاحی معنی کی بابت امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ نشوز کا مطلب یہ ہے کہ گھر سے باہر آتی جاتی ہو اور اِدھر اُدھر تانک جھانک کرتی پھرتی ہو تو پہلے اِن کو سمجھاؤ۔ اگر سمجھانے سے باز نہیں آتیں تو ہلکی سی مار، ڈانٹ ڈپٹ کرو۔ بہرحال بلا وجہ

ستانا اور مارنا حرام ہے۔

اگر کوئی صورت اصلاح کی نہ رہے تو مرد کو اختیار ہے کہ ایسی عورت کو الگ کر دے اسی طرح اگر کوئی مرد اس مقام پر پہنچ جائے تو عورت کو بھی اختیار ہے کہ فسخ نکاح کرانے کے بعد اس سے الگ ہو جائے۔

سوال: کیا شادی سے پہلے لڑکی، لڑکا ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں؟

جواب: اس سلسلہ میں عرض ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم نے اس کو دیکھ لیا ہے؟ اس شخص نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا جاؤ پہلے دیکھ لو! کیونکہ انصار کی عورتوں کی آنکھ میں کچھ ہوتا ہے۔ (مسلم)

اسی طرح ترمذی کی ایک اور صحیح حدیث میں اس کی وجہ بتائی گئی ہے۔

"اس عورت کو دیکھ لو! تم دونوں کے درمیان محبت قائم رکھنے کے لئے یہ زیادہ مناسب ہو گا۔"

اس لئے کہ شادی سے پہلے لڑکا لڑکی کو اور لڑکی لڑکے کو ضرور دیکھ لیں۔

ہمارے اندر بہت گندہ رواج ہے۔ ہم اپنی بہن بیٹیوں کو بازاروں میں شاپنگ کے لئے اجازت بخوشی دے دیتے ہیں۔ مگر اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ جس کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دیا ہو۔

اس لئے دعا ہے کہ وہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال: کیا عورت سرپرست کے بغیر اپنا نکاح کرا سکتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتے ہیں۔

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم۔ (نور ۳۲) اور تم میں جو (مرد، عورت) بغیر نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نیک ہوں ان کا نکاح بھی کر دو۔ اگر فقیر ہوں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے خوشحال کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے۔ اسی طرح ترمذی اور حاکم میں ایک حدیث ہے حسن کہا گیا ہے۔ "جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے۔" ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے۔

"ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔"

جب تک عورت کا سرپرست اس کا ولی اس کو اجازت نہیں دے گا اس وقت

تک اس کا نکاح نہیں ہوتا۔ آپ سوچیں کہ کسی دن اچانک ایک اجنبی شخص آپ کے گھر میں بغیر کسی پیشگی اطلاع اور علم کے بغیر داخل ہو جائے اور یہ بات آپ کے کانوں سے ٹکرائے کہ وہ آپ کی بہن یا بیٹی کا شوہر ہے۔ تو ظاہر ہے کہ کوئی عقل وبصیرت والا اس کو برداشت نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی یہ صورت اس کے لئے قابل قبول ہو گی۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اگر لڑکی نکاح کے لئے خود آگے بڑھے۔ اور سرپرستوں کو نظر انداز کر دے۔ تو اس میں بڑی خرابیاں مضمر ہیں۔ اس لئے کہ اس کا قوی امکان ہے کہ کسی انجان لڑکے کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر لڑکی دھوکا کھا جائے اس لئے کہ لڑکی قطعی ناواقف ہے۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرد اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد لڑکی کو طلاق دے دے۔ اس لئے آج کل ایسی لڑکیوں کو بہت سمجھ سوچ کر قدم اٹھانا چاہیے۔

سوال: بعض عورتیں شوہر کے ساتھ خلوت کی باتیں اپنی سہیلیوں کو بتا دیتی ہیں۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: مستدرک حاکم میں ہے۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ خدمت اقدس میں حاضر تھیں۔ کچھ مرد اور کچھ عورتیں بھی بیٹھیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ گزری باتیں دوسروں کو سناتے ہیں۔ اور بعض عورتیں بھی ایسی ہیں۔

جو اپنی باتیں دوسروں کو بتاتی ہیں۔ لوگ خاموش رہے۔ میں نے عرض کیا ہاں! بخدا اے اللہ کے رسول ﷺ عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں اور کچھ مرد بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو تم ایسا ہرگز نہ کرو۔ وہ شیطان ہوتے ہیں۔ جو راستے میں مادہ شیطان کو دیکھ کر لپٹ جاتے ہیں۔ اور لوگ انہیں دیکھتے رہتے ہیں۔

افسوس! کہ بعضوں کا یہ حال ہے کہ اپنی بیوی کا حسن بھی لوگوں کے سامنے عیاں کرتے ہیں، جس سے ان کے دلوں میں اس کا عشق کروٹیں لیتا ہے۔ لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر میل ملاپ کے لئے طرح طرح سے ڈورے ڈالتے ہیں اس بھیانک غلطی کے نتیجہ میں بڑے بڑے المناک واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اس لئے ایمان سے مکمل طور پر احتراز کرنا چاہئے۔

سوال: کچھ خاندانوں اور علاقوں میں رواج ہے کہ بچپن ہی میں بچوں کی شادی کر دیتے ہیں کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ لڑکا یا لڑکی جب بڑے ہوں تو ان میں کوئی ایک کردار کا برا ہو تو اس صورت میں دوسرے کی زندگی خواہ مخواہ پریشانی میں گزرے گی۔ یا اگر لڑکے کو لڑکی پسند نہ آئے تو بھی اس صورت میں ایک بے گناہ بچی کو (طلاق) یا شوہر کے طعنے سننے پڑیں گے جس سے ان کے گھر لڑائی جھگڑا بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جب

بچے جوان ہو جائیں تو اس وقت ان کی شادی کر دی جائے۔ اور اگر ان کی رائے حاصل کر لی جائے۔ تو یہ اور بھی اچھا ہو جائے گا۔

سوال: کئی عورتیں اور مرد ساری زندگی شادی نہیں کرتے اس بارے میں قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے؟

جواب: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عکاف بن بشر تمیمی رضی اللہ عنہ ایک دن خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا! تمہاری بیوی ہے؟ حضرت عکاف نے جواب دیا۔ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا لونڈی؟ جواب دیا نہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا صلاحیت رکھتے ہو اور خوشحال بھی ہو پھر تم نے شادی سے گریز کیا۔

اذا انت من اخوان الشیاطین۔

تب تو تم شیطان کے بھائیوں سے ہو۔

(جمع الفوائد کتاب النکاح عن احمد)

زنا کے نقصانات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم (سورہ نور۔ ۴)۔ اور تم میں جو بے نکاح ہو ان کا نکاح کر دیا کرو تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس لائق بھی ہو اس کا بھی۔

ایامی۔ ایم کی جمع ہے اس کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لئے ہے۔ جس مرد کی بیوی نہ ہو اس کو ایم کہتے ہیں۔ اور جس عورت کا شوہر نہ ہو اسے بھی ایم کہتے ہیں۔

قرآن کے ان الفاظ پر غور کریں اور خود فیصلہ کریں اللہ ہم سب کو دین اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال : کیا عورت کے لئے میراث (ترکہ) میں سے کچھ حصہ ہے؟

جواب : اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف

(النساء۔ ۲)

اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تمہاری اولاد کے میراث کے بارے میں کہ لڑکے کا دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں تو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی سے زیادہ ملے گا اس کا مال جو صورت چھوڑ کر مرا ہے، اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملے گا۔

عورت کو شاید پہلی دفعہ اس کا موقع دیا گیا کہ اپنے مموکہ مال و جائیداد کی بدولت چاہے تو مرد کی دستگیری کے بغیر ہی راحت و آرام کی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ لڑکیاں جواب تک میراث سے محروم تھیں ان کو اسلام نے

میراث دی۔

عورت کسی بھی مقام پر ہو، ماں ہو بیٹی ہو، بیوی ہو، بہن ہو محض عورت ہونے کی وجہ سے جائیداد سے محروم نہیں ہو سکتی۔ سورہ نساء میں ان کے حصوں کی مکمل تفصیل درج ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد صدیق (رحمتہ اللہ علیہ) کی کتاب "تعلیم الفرائض" دیکھئے۔

سوال: کئی لوگوں سے سنا ہے کہ مرد کو بغیر اجازت کے اپنے ہی گھر میں داخل نہیں ہونا چاہئے کیا یہ درست ہے؟

جواب: اس بارے میں قرآن مجید میں ایک واقعہ کی وجہ سے آیت کریمہ نازل ہوئی۔ کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ کبھی میں اس حالت میں ہوتی ہوں کہ میں چاہتی ہوں کہ اس حالت میں مجھے کوئی بھی نہ دیکھے خواہ باپ ہو یا بیٹا۔ مگر میں اس حالت میں ہوتی ہوں کہ گھر والے آجاتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

"لاتدخلو ابیوتا" الخ

نہ تو کوئی عورت اور نہ ہی کوئی مرد یہ پسند کرتا ہے کہ ان کی عورتیں آزادانہ عورتوں کی نشست میں بیٹھی ہوں اور مرد انہیں دیکھ لیں۔ اس سلسلہ میں ابن کثیر میں ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی ضرورت سے اندر

آتے تو پہلے دروازے پر رک جاتے۔ کھانستے، تھوکتے اور اس کے بعد اندر آتے، دفعتہً بغیر اطلاع کے آنا پسند نہیں کرتے تھے یہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔

سوال: کیا غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنی جائز ہے؟

جواب: قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

ومن یتولھم منکم فانہ منھم۔ (مائدہ ۵۱)

اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہو گا۔ غیروں کی اندھی پیروی سے شخصی وقار ختم ہوتا ہے امت کا وجود مجروح ہوتا ہے یہ خود کمزوری کی دلیل ہے۔ کیونکہ جو کمزور ہوتا ہے۔ وہی طاقت ور کے پیچھے چلتا ہے۔ فیشن اور چال ڈھال میں کافروں کی پیروی سے ان کے افکار اور ان کے عقائد کی چھاپ بھی آپ سے آپ پڑتی ہے اور آدمی ان کی پیروی شروع کر دیتا ہے۔ مگر آج کل بیشتر خواتین و حضرات تو ان کی یہ عادات و اطوار، پوشاک، زیب و زینت اور انگلش فیشن کے مطابق وحشیوں کی طرح اپنے ناخن بڑھائے رکھتے۔ غرض ایک ایک چیز ہمارے مردوں اور عورتوں کی دوسروں (یہودیوں اور عیسائیوں) کے نقش قدم پر ہے۔ آج کل ہم فیشن کی خاطر کثیر سرمایہ ضائع کرتے ہیں۔ اگر ہمارے دلوں میں ذرا سا بھی خدا کا خوف ہو تو ہم انہی روپوں سے کئی بھوکوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں۔ کئی

بیواء عورتوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ کئی بے سہارا اور غریب بچیوں کی شادی کی جا سکتی ہے آخر میں صرف ایک بات کہوں گا۔ کہ خدارا "جدید ترین فیشن میں اور اس کی ٹوہ میں ایسے وقت نہ پڑیں جبکہ لوگ روکھی سوکھی روٹی کو ترس رہے ہوں۔"

سوال: وٹہ، سٹہ کی شادی کے بارے میں دین اسلام میں کیا حکم ہے؟

جواب: وعن ابن عمر ان النبی ﷺ قال لاشغار فی الاسلام" (رواہ مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسلام میں شغار نہیں۔

اسی حدیث کی تشریح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

انہوں نے کہا نبی اکرم ﷺ نے شغار سے منع فرمایا۔ "شغار یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی سے کہے۔ تم اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح مجھ سے کرا دو میں تم سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کرا دوں گا۔" رواہ مسلم

اسی طرح حضرت عبدالرحمن بن ہرمز عرج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمن بن حکم رضی اللہ عنہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کرا دیا اور اپنا نکاح عبدالرحمن بن حکم کی بیٹی سے

کرالیا۔ اور دونوں میں یہی مہر مقرر ہوا حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے مروان بن حکم کو لکھا کہ ان دونوں میں (طلاق) تفریق کرادیں کیونکہ یہی شغار (وٹہ سٹہ) ہے۔ جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (احمد، ابوداوٗد) ویسے تو عمل کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کی ایک ہی حدیث کافی ہے۔ مگر آپ کی تسلی کے لئے تین احادیث تحریر کردی گئی ہیں اللہ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

**اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمان عورتوں اور مردوں کو اسلامی شعائر کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ "آمین"**

عندی ھذا واللہ اعلم بالصواب

تمت بالخیر



محمد یونس خلیق

جامع مسجد الفرقان اہلحدیث

چوبرجی ... گنج لاہور

